

ختم نبوت اور  
فضیلت محمدی  
صلی اللہ علیہ وسلم  
کے موضوع پر  
نہایت جامع و  
محققانہ کتاب

# تحذیر الناس

از حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی  
مع حکماء  
حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی

دار الاشاعت

اردو بازار کراچی ۱۰ فون ۲۹۳۱۹۷۱

إِنَّمَا هُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ

الحمد لله والمنه لله في رسالته بكتاب مولانا محمد قاسم صاحب مدظلہ  
نانوتویہ مزنی السبائی اور موضع اثر ابن عباس مسیحی

# تحذیر التاکس

از حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی

ختم نبوت اور فضیلت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

کے موضوع پر نہایت جامع و محققانہ کتاب

مع تمکد

از حضرت مولانا محمد نور حسن صاحب مدظلہ

ناشر

دارالاشاعت

لاہور ۲۱۳۴۹۸

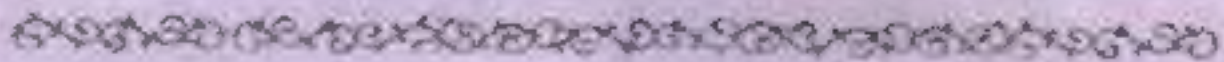
10- انارکلی، لاہور بازار لاہور

Ph: 7228272-7228196

محمد سید احمد شہید



باہتمام محمد رضی عثمانی  
ناشر دارالشاہیت کراچی  
طباعت مشہور پریس کراچی  
قیمت :



لکھنے کے پتے

دارالشاہیت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی  
مکتبہ دارالعلوم ڈاک خانہ دارالعلوم کراچی ۱۳  
ادارۃ المعارف ڈاک خانہ دارالعلوم کراچی ۱۳  
ادارۃ اسلامیات ۱۹ انارکلی - لاہور

# فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۰	آنحضرت کی غفلت شان	۳	استفسار
۲۱	{ روایت حضرت عبداللہ ابن عباس کی تحقیق	۴	خاتم النبیین کے معنی
۲۲	کمال نبوت امر سیط نہیں ہے	۶	نبوت کلمات علمائے میں سے ہے
۲۳	{ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سماجی تمام انبیاء و وسط	۵	{ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نبوت وصف ذاتی ہے
۲۴	{ فیض میں مستقل بالذات نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی	۷	دین محمدی کے نو ظہر ہونے کی وجہ
۲۵	{ نبوت خدا کی ضرورت کے برہنہ کی سلسلہ	۱۱	ختم نبوت کو تاثر زانی لازم ہے
۲۶	خلاصہ تقریر	۱۱	تقدم و تاخر کا مفہوم
۲۷	خلاصہ دلائل	۱۲	{ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا حقیقی مفہوم اور اسکے دلائل
۲۸	تفسیر بالرائے کا مفہوم	۱۸	سات آسمانوں اور زمینوں کی حقیقت
۲۹	دوسرے جوامہ از علماء فرقہ میں ملاحظہ	۲۰	{ آسمانوں کی آبادی میں افضلیت و مالکیت
۳۰	تکذیب مولانا محمد اور میں لاندہ صلی	۲۱	{ ساتوں زمینوں کی آبادی میں افضلیت و مالکیت
۳۱	صوفیائے کرام اور مسئلہ ختم نبوت	۲۲	سلسلہ نبوت کے مراتب
۳۲	شیخ محمد علی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ	۲۳	ایک اشکال کا اندازہ
۳۳	صوفیائے کرام کے شکایات	۲۴	تکذیب میں اسناد و دہش کی حقیقت
۳۴	اکتدر مضامین صاحب بریلوی کی	۲۵	
۳۵	علمی دیانت کا ایک نمونہ	۲۶	



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس باب میں کہ زید نے بتایا کہ ایک عالم نے جس کی تصدیق ایک مفتی مسلمین نے بھی کی تھی دوبارہ قول ابن عباسؓ بنجور منشور وغیرہ میں ہے۔ ان اللہ خلق سبعہ ارضین فی کل ارض آدم کا دم نہ فوجا کنوحکم ابراہیم کا براہیمکم و عیسیٰ کیسا کوونجی کنیتک کے یہ عبارت تحریر کی کہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ حدیث مذکور صحیح اور معتبر ہے۔ اور زمین کے طبقات چھ جدا ہیں۔ اور ہر طبقہ میں مخلوق خدا ہے اور حدیث مذکور سے ہر طبقہ میں انبیاء کا ہونا معلوم ہوتا ہے لیکن اگرچہ ایک ایک خاتم کا ہونا طبقات باقیہ میں ثابت ہوتا ہے۔ مگر اس کا مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین مسلم کے ثابت نہیں۔ اور نہ یہ میرا عقیدہ ہے۔ کہ وہ خاتم ماثل آنحضرت مسلم کے ہوں اس لیے کہ اولاد آدم جس کا ذکر و لفظ کو متناجی ادم میں ہے۔ اور سب مخلوقات سے افضل ہے وہ اسی طبقہ کے آدم کی اولاد ہے۔ بالا جماع اور ہمارے حضرت مسلم سب اولاد آدم سے افضل ہیں تو بلاشبہ آپ تمام مخلوقات سے افضل ہوئے۔ پس دوسرے طبقات کے خاتم جو مخلوقات میں داخل ہیں۔ آپ کے مثال کسی طرح نہیں ہو سکتے۔ انتہی اور باوجود اس تحریر کے زید یہ کہتا ہے کہ اگر شرع سے اس کے خلاف ثابت ہوگا تو میں اسی کو مان لوں گا۔ میرا اصرار اس تحریر پر نہیں پس علماء شرع سے استفتاء یہ ہے کہ الفاظ حدیث ان معنوں کو متعلق ہیں یا نہیں۔ اور نہ یہ بوجہ اس تحریر کے کافر یا فاسق یا خارق الی سنت و جماعت سے ہوگا یا نہیں۔ بینوا تو جروا

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله خاتم النبيين و

سيد المرسلين والى واصحابہ اجمعین۔ بعد حمد و صلوة کے قلیل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ وقت نہ ہو سو حوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء



سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوا  
 کہ تقدیم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں وکن رسول  
 اللہ و خاتم النبیین فرماتا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا۔ ہاں اگر اس وصف  
 کو اوصاف مدح میں سے نہ کیے اور اس مقام کو مقام مدح نہ قرار دیکھے تو البتہ  
 خاقیت یا تقیاد تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے  
 کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہوگی کہ ہمیں ایک تو خدا کی جانب نفوذ باللہ زیادہ گوئی کا دیم ہے  
 آخر اس وصف میں اور قدر و قامت و شکل و رنگ و نسب و نسب و سکونت وغیرہ  
 اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اس کو ذکر کیا  
 اور وہ کو ذکر نہ کیا۔ دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر کا  
 احتمال کیونکہ اہل کمال کے کلمات ذکر کیا کرتے ہیں مگر اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجئے۔  
 باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا اس لیے سد باب اتباع مدعیان نبوت کیا ہے جو کل  
 جموٹے دعویٰ کر کے غلامی کو گمراہ کریں گے۔ البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے پر تلبہ مآلہ  
 محمدیاً یا اخذ من ربنا لکھ اور تجد وکن ترشڈ اللہ و خاتم النبیین میں کیا تناسب تھا۔  
 جو ایک دوسرے پر عطف کیا اور ایک مستدرک منہ اور دوسرے کو استدرک قرار  
 دیا۔ اور نکاسہ ہے کہ اس قسم کی بے ربطی اور بے ارتباطی خدا کے کلام مجز نظام میں  
 متصور نہیں اگر سد باب مذکور منظور ہی تھا تو اس کے لئے اور بیسیوں موقع تھے بلکہ  
 بنیاد خاقیت اور بات پر ہے۔ جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا  
 ہے۔ اور افضلیت نبوی و بالا جو باقی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف  
 بالعرض کا تقدیم موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے جیسے موصوف بالعرض کا وصف بالعرض  
 کا وصف موصوف بالذات سے مکتسب ہوتا ہے موصوف بالذات کا وصف جس کا ذاتی  
 ہونا اور غیر مکتسب من الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سے مفہوم ہے کسی غیر سے مکتسب  
 اور استعار نہیں ہوتا مثال درکار ہو تو جیسے زمین و کہسار اور در و دیوار کا نور اگر  
 آفتاب کا فیض ہے تو آفتاب کا نور کسی اور کا فیض نہیں اور ہماری عرض وصف



ذاتی ہونے سے اتنی ہی عقی با اینہم یہ وصف اگر آفتاب کا ذاتی نہیں تو جس عالم  
 کہو وہی موصوف بالذات ہو گا۔ اور اس کا نور ذاتی ہو گا کسی اور سے مکتب اور  
 کسی اور کا فیض نہ ہو گا۔ الغرض یہ بات برہمی ہے کہ موصوف بالذات سے آگے سلسلہ  
 ختم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ خدا کے لئے کسی اور خدا کے نہ ہونے کی وجہ اگر ہے تو  
 یہی ہے یعنی ممکنات کا وجود اور کمالات وجود سب عرضی معنی بالعرض میں اور  
 یہی وجہ ہے کہ کبھی موجود کبھی معدوم کبھی صاحب کمال کبھی بے کمال رہتے ہیں  
 اگر یہ امور مذکورہ ممکنات کے حق میں ذاتی ہوتی تو یہ انفصال و اتصال نہ ہوا کرتا  
 علی الدوام وجود اور کمالات وجود ذات ممکنات کو لازم ملازم آ رہتے۔ سو اسی تصور  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاقیت کو تصور فرمائیے۔ یعنی آپ موصوف بوصف  
 نبوت بالذات ہیں۔ اور سو آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اور وہی کی  
 نبوت آپ کا فیض ہے پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں آپ پر سلسلہ نبوت ختم  
 ہو چکا ہے۔ غرض آپ جیسے ہی الامتہ میں دلیے ہی نبی الانبیاء بھی ہیں۔ اور یہی وجہ ہوئی  
 کہ بشراوت۔ و اذا اخذ الله ميثاق النبيين لما ايتكم من كتاب وحكمة ثم جاءكم رسول  
 مصدق لما معكم لتؤمنن به ولتعصننہ اور انبیاء کرام علیہم السلام سے آپ پر  
 ایمان لانے اور آپ کے اتباع اور اقتدار کا عہد کیا گیا۔ اور صراحت ہے یہ ارشاد  
 فرمایا کہ اگر حضرت موسیٰ بھی زندہ ہوتے تو میرا ہی اتباع کرتے علاوہ میری بعد  
 نزول حضرت علیؑ کا آپ کی شریعت پر عمل کرنا اسی بات پر مبنی ہے اور رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ بعثت علم الاولین والآخرین بشرط فہم اسی جانب  
 مشیر ہے شرح اس معنی کی یہ ہے کہ اس ارشاد سے ہر خاص و عام کو یہ بات واضح  
 ہے کہ علوم اولین مثلاً اور ہیں اور علوم آخرین اور۔ لیکن وہ سب علوم رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم میں مجتمع ہیں سو جیسے علم سمیع اور ہے اور علم بصیر اور پر با بین  
 سمع قوت عاقلہ اور نفس ناقلہ میں یہ سب علوم مجتمع ہیں ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم پر ظاہر ہو کہ سمیع و بصیر اگر مردک عالم ہیں تو بالعرض



ہیں ورنہ ہر کس حقیقی اور عالم تحقیقی و عقلی اور نفس ناخلاقہ ہی سے اسی طرح سے  
عالم حقیقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور انبیاء باقی اور سادہ لیا اور علماء گذشتہ و مستقبل  
اگر عالم میں تو بالعرض ہیں۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی اہل فہم جانتے ہیں کہ نبوت کمالات  
علمی میں سے ہے کمالات علمی میں ہیں بالعرض کمالات ذوی العقول کل و کمالوں  
میں منحصر ہے ایک کمال علمی و دوسرا کمال علمی اور بنا رہا ہے کل انہیں دو باتوں پر  
ہے۔ چنانچہ کلام اللہ میں چار فرقوں کی تعریف کرتے ہیں نبیین اور صدیقین اور  
شہداء اور صالحین جنہیں سے انبیاء اور صدیقین کا کمال تو علمی ہے اور شہداء  
اور صالحین کا کمال علمی انبیاء کو تو منبع العلوم اور عامل اور صدیقین کو جمیع العلوم اور  
قابل سمجھنے اور شہداء کو منبع العمل اور فاعل اور صالحین کو جمیع العمل اور قابل خیال  
فرمائیے۔ دلیل اس دعویٰ کی یہ ہے کہ انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو  
علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی را عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مسادہ  
ہو جانے بلکہ پڑھ جاتے ہیں۔ اور اگر قوت عمل اور بہت میں انبیاء امتیوں سے زیادہ ہی  
ہوں تو یہ معنی ہوتے کہ مقام شہادت اور وصف شہادت بھی ان کو حاصل ہے مگر  
کوئی ملقب ہوتا ہے۔ مرزا اسماعیل باناں صاحب شاہ غلام علی صاحب شاہ ولی اللہ  
صاحب اور شاہ عبدالعزیز صاحب چاروں صاحب جامع بین الفقر و العلم تھے پر  
مرزا صاحب اور شاہ غلام علی صاحب تو فقیری میں مشہور ہوئے اور شاہ ولی اللہ  
صاحب اور شاہ عبدالعزیز صاحب علم میں وجہ اس کی یہی ہوئی کہ ان کے علم پر تو  
ان کی فقیری غالب تھی اور ان کی فقیری پر ان کا علم اگرچہ ان کے علم سے ان کا علم یا  
ان کی فقیری کم نہ ہو سو انبیاء میں سے علم عمل سے غالب ہوتا ہے اگرچہ ان کا عمل اور  
بہت اور قوت اور ان کے عمل اور بہت اور قوت سے غالب ہو۔ بہر حال علم میں انبیاء  
اوروں سے ممتاز ہوتے ہیں اور مصداق نبوت و کمال علمی ہی ہے جیسا کہ مصداق  
صدیقیت بھی وہ کمال علمی ہے چنانچہ لفظ نبی و صدق بھی مانع و صاف مذکور ہے  
اس بات پر شاہد ہے ثناء و خبر کہتے ہیں۔ جو اقسام علوم یا معلوم میں سے ہے اور



صدق اور صاف علم میں سے پر نبوت اور صدیقیت میں وہی فرق کا علیت اور قابلیت جو آفتاب و آئینہ میں وقت تقابل معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ حدیث مرفوعہ قولی جس کا یہ مطلب ہے کہ جو میرے سینہ میں خدا نے ڈالا تھا میں نے ابو بکر کے سینہ میں ڈال دیا۔ اس پر شاہد ہے مگر جیسے نبی کو نبی اس لیے کہتے ہیں کہ خبردار یا خبردار کرنے والا ہوتا ہے صدیق کو صدیق اس لیے کہتے ہیں کہ اس کی عقل بجز قول صادق قبول نہیں کرتی۔ قول صادق ہے دلیل اس طرح قبول کرتا ہے جس طرح شحانی کو معذہ اور قول باطل سے اس طرح کھڑتا ہے اور اس طرح اس کو رد کرتا ہے جیسے نکلی کو معذہ رد کرتا ہے۔ یہی تھا کہ صدیق اکبر کو ایمان لانے کے لئے مجزہ کی ضرورت نہ ہوتی بلکہ بذا القیاس مصداق شہید بذات حدیث وہ شخص ہے جو اعلاء کلمۃ اللہ اور ترقی دین کے لئے جان دینے کو تیار ہو۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کسی نے پوچھا کہ بیٹے آدمی طبع مال میں رستے ہیں اور بیٹھے بوجہ عبودیت یعنی بوجہ قرابت و محبت قومی اور بیٹھے بغرض ناموری ان میں سے شہید کون ہوتا ہے تو آپ نے فرمایا: من قامی لتکون کامة اللہ فی العلویا غرض شہادت اس صورت میں عوارض محبت اور قوت عملی میں سے ہوتی اور شہید اول وجہ کا امر بالمعروف اور نایہ عن المنکر تھا اور اسی وجہ سے شاید شہید کو شہید کہتے ہیں یعنی سہروردہ قیامت وہ شاہد ہو گا۔ کہ فلاں شخص حکم خدا مان گیا تھا۔ اور قتل نے نہیں مانا۔ کیونکہ اس بات کی اطلاع جیسے امر بالمعروف اور نایہ عن المنکر کو ہو سکتی ہے اتنی اور ان کو نہیں ہو سکتی اور اس کی گواہی اسباب میں ایسی سمجھتے جیسے کسی مقدمہ میں سرکاری ملازمان کی گواہی چنانچہ اس امت کے حق میں یہ فرمانا۔ کنتم خیر امة اخرجت للناس تا مرون بالمعروف و تنہون عن المنکر اور ادھر یہ ارشاد و حکذا لک جعدنکم امة وسطا لتکون شہداء علی الناس غور کیجئے تو اسی جانب مشیر ہے غرض شہید سے فیض عمل ہوتا ہے یعنی بجلے عمل اور دلوں سے کراتا ہے۔ اور ہر سے عملوں سے روکتا ہے۔ سو جو شخص اس سے مستفیض ہو رہا صالح ہے اور ظاہر سے



کہ اہتمام اعمال کے باب میں وہی کر سکتا ہے جو خود اعمال میں پکا ہے سو بوسیلہ  
 امر و نہی ہو یا بوسیلہ صحبت جس شخص کو افاضہ اعمال منظور ہو وہ تو شہید ہے  
 اور جو اس سے مستفیض ہو وہ صالح جب یہ بات ذہن نشین ہو چکی تو خود  
 معلوم ہو گیا ہوگا کہ جب نبوت کمالات علمی میں سے ہوئی اور دوبارہ علم رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موصوف بالذات ہوئی تو دوبارہ نبوت بھی آپ موصوف  
 بالذات ہوں گے۔ اور یہ آیت واذا اخذنا منکم میثاق النبیین لما یتکھرنہن جو لفظ  
 معصوقی الاممکم ہے تو اس سے بعد لحاظ اس بات کے یہ خطاب تمام انبیاء کرام  
 علیہم السلام کو ہے اور کلمہ ما اس جگہ ایسا عام ہے کہ تمام علوم اور کتب کو شامل یہ  
 بات اور بھی موجد ہو جاتی ہے کہ نبوت کمالات علمی سے ہے کلہا آپ جامع العلوم  
 ہیں اور انبیاء باقی جامع نہیں غرض جو بات حدیث صحت علم الاولین سے ثابت  
 ہوئی تھی من شئ زائد آید مذکورہ سے ثابت ہے سو ایک تو یہی بات زائد ہے کہ نبوت  
 کمالات علمی میں سے ہونا اس سے ظاہر ہے کیونکہ رسول کی صفت میں یہ فرمانا کہ  
 معصوقی الاممکم جو لاجرم منہد کمالات علمی ہے کیونکہ تعصیق علم ہی سے مقصود ہے  
 اس جانب مشیر کہ اس رسول کا علم ایسا عام ہوگا بھر باریں ہمہ لفظ رسول سے  
 باریں نظر کہ زبان عربی میں پیغامبر کو کہتے ہیں اور پیغام منجملہ داسروں کو ہی ہوتا  
 ہے جو بیشک از قسم علوم ہے اس پر وال ہے اور عہدہ کا لینا جس سے آپ کا  
 نبی الالبیہار ہونا ثابت ہوتا ہے۔ پہلے ہی معروض ہو چکا ہے علاوہ بریں حدیث  
 کنت نبیا وادم بن اسد والکین بھی اسی جانب مشیر ہے کیونکہ فرق قدم نبوت  
 اور حدوث نبوت باوجود اتحاد نوعی خوب جب ہی چسپاں ہو سکتا ہے کہ ایک جابہ  
 وصف ذاتی ہو اور دوسری جابہ عرضی اور فرق قدم و حدوث اور دوام و عرض  
 فہم ہو تو اس حدیث سے ظاہر ہے ہر کوئی سمجھتا ہے کہ اگر نبوت کا ایسا قدم ہونا  
 کچھ آپ ہی کے ساتھ مخصوص نہ ہوتا تو آپ مقام اختصاص میں یوں نہ فرماتے علاوہ  
 بریں حضرات صوفیا کرام کی یہ تحقیق کہ سربہ روح محمدی سلم یقین اول یعنی صفت



علم سے اور بھی اس کے سوا یہ علم سر ہے کہ شاعر کی تربیت سے شعر آوے گا۔ در  
طبیعیات کی تربیت سے فنِ کلیہ اور محدث کی تربیت اور یہ حدیث مغیب ہوگی۔  
نقیبہ کی درجہ فقہ پر جس کی ہر فی صفت اعلم ہو جو علم متعلق ہے مثل ابعاد  
واسطی علم خاص و قسم خاص میں تو درجہ فرد تربیت یافتہ یعنی ذات پاک محمدی  
معلم ہی علم متعلق میں صاحب کمال ہوگی ورنہ مہرست کہ مشق میں تمام حاصل  
نہ ہو بہ متباعد سے بلکہ ہوتی ہیں مندرجہ ہوتے ہیں سو یہ عینہ منہون مہمت  
علم الہی انفع ہے اور یہی وہی ہے کہ معجزہ خاص تو ہر فی و شکل پروانہ قرری  
ظہر نہ سے سند ہوتا ہے ورنہ علم و تربیت پر وقت قبضہ ہیں۔ تا سب سے تل غیبات  
نہ ہوتا۔ بلکہ وہ قبضہ نہیں ہوتا۔ ہر سے ہفت معلوم و قررات مد جو تیار ماحول سے  
سے کار معلوم نہ ہے۔ اس میں ہیں پتا میں ہو کہ ہر شخص ہر عجز سے فی میں ہر تصور  
سے ہر فی میں درجہ اس کے ترکیب نہ ہوں درود اس میں پتا ہو کہ خود شلوپس  
کے سامنے اگر اہل عاجز ہوتے ہیں تو اچھے خوش قطع کے کھینے ہی میں عاجز  
ہوتے ہیں ورنہ ہوں میں عاجز نہیں کہے جاتے با اہل رسول نہ معلوم و صرف  
نبوت میں موقوف ہوتا ہے میں اور سو آپ کے اور نبیا موصوف ہر فی اس  
سورہ میں اگر سوال اند معلوم کو ال یہ وسط میں رکھتے تو نبیا متاخرین کا دین  
الہی عن دین محمد ہی ہوتا تو اصل موقوفی سے منسوخ ہونا لانا آتا حال نہ خود فرماتے  
ہیں۔ ہر نفسہ میں یہ ہر نہ ہوتا بغیر منہا و مشہا۔ اور کیوں نہ ہو ہر نہ  
ہو تو اول دین منجملہ رحمت نہ رہے آما۔ منصب میں سے ہوں نے ہاں اگر یہ  
بات متصور ہوتی کہ اعلیٰ درجہ کے علم کے علوم اونی درجہ کے علم کے علوم  
سے کمتر اور ادون ہر نہ میں تو مضائقہ بھی نہ تھا پر سبب یا تے میں کہ کسی عالم کا  
عالی مرتبت ہونا مرتب معلوم پر موقوف ہے یہ نہیں تو وہ بھی نہیں اور انبیاء  
متاخرین کا دین اگر مخالف نہ ہوتا تو یہ بات ضرور ہے کہ انبیاء متاخرین پر وحی  
آتی اور انہ علوم کیا ہی تا ورنہ نبوت کے پھر کیا معنی سو اس صورت میں کہ

وہی معلوم ہو رہی ہو کہ تو بعد وعدہ کے ان میں سے کسی کو کسروں میں سے  
 محضوں کے جو یہ نسبت اس کتاب سے آں کو قدرت کے درپیشہ است یہ و  
 نواب عیضت کتب میں لکھی تھی۔ بات عدم سبب کی ضرورت تھی ورنہ  
 معلوم ہو پڑتا کہ شرعی معلوم ہی کے بعد ہوتے تو اس کتاب میں بھی ان کو  
 غلط ہو پڑتا یا پھر مجھے اس میں بھی ہوتا معلوم ہے سبب یہی ہے کہ کتاب میں یہ  
 تھی کہ معلوم کتاب ہوتے ہوئے ہر کتاب میں ہے چنانچہ مردوں پر پڑا ہوا  
 یہ معلوم کتاب ہوتے ہیں ایک تو ان کی قدرت و قدرت کے بعد ہوتے ہیں  
 یعنی مردوں کو تا آخر زمان کے لئے ہے چنانچہ ضافت کے لئے ان میں اعتبار نہ ہوتا  
 نہ بعد اتمام ہر کتاب سبب یہ ہے کہ اس میں معلوم ہوتا ہے ہر کتاب ہوتے  
 نہ ہوتے ہیں اور ہر کتاب کے در صورت یہ وہ ہوتے ہوتے ہیں چنانچہ  
 ہر کتاب کے امر زمانہ یعنی ہوتے ہر کتاب کے امر زمانہ ہوتا ہے چنانچہ  
 زمانہ اور مرتبہ سے عام ہے چنانچہ تو ہر دو توں طرح ہوتا ہے اور ہر کتاب ہر  
 وقت کتابان میں ہر کتاب ہوتے ہر کتاب ہوتے ہر کتاب ہوتے ہر کتاب ہوتے  
 خیال ہوتا ہے میں تو دو بات ہے کہ ہر کتاب ہوتے ہر کتاب ہوتے ہر کتاب ہوتے  
 یہ ہے کہ ہر کتاب ہوتے ہر کتاب ہوتے ہر کتاب ہوتے ہر کتاب ہوتے ہر کتاب ہوتے  
 و تا آخر ان تینوں کے حق میں ہر کتاب ہوتے ہر کتاب ہوتے ہر کتاب ہوتے  
 لفظ میں ان تینوں میں یوں بعید نہیں جو مثل لفظ میں لفظ ہوتا ہے و تا آخر  
 جو تاخیر کے لئے ہیں سے سے یہ نسبت ان کو ہر کتاب ہوتے ہر کتاب ہوتے  
 میں سے اول و آخر زمانہ ہوتے ہر کتاب ہوتے ہر کتاب ہوتے ہر کتاب ہوتے  
 اول نہیں ہو سکتا البتہ ہر کتاب ہوتے ہر کتاب ہوتے ہر کتاب ہوتے ہر کتاب ہوتے  
 جس سے اول آخر معلوم ہو جائے جیسے سفوف مسجد کے لئے قبلہ اور دیوار قبلہ  
 و نہ یہاں ہر کتاب ہوتے ہر کتاب ہوتے ہر کتاب ہوتے ہر کتاب ہوتے ہر کتاب ہوتے  
 ہو گئی تو اب سے کہ ذوات انبیاء علیہم السلام تو ہر کتاب ہوتے ہر کتاب ہوتے ہر کتاب ہوتے



میں تقدم و تاخر کی گنجائش ملے ہاں بوا سطر زمان و مکان و مراتب البتہ مقدم و مؤخر کہہ سکتے ہیں ہر حال مذات مشاف کی ضرورت ہوگی سو لفظ زمان کی جا پر اگر موقوف و تاخر بھی کوئی مفہوم مام ہی بخوبی کیا ہائے تو بہتر ہے بلکہ ضرور ہے کیونکہ مذات ہے قرینہ والہ علی المند و العلی من دلائل تعلیم میں سے ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ امر من قبل و من بعد اللہ اکبر میں کل ثانی پانچ شئی مذات سمجھا جاتا ہے ہر حال موقوفہ دونوں صورت میں ہر لفظ زمان ہو یا کوئی مفہوم مام پر تعلیم زمان ہی کیا ہے اس صورت میں ہر نوع میں مفہوم نہ قیبت تبدی طرح ظہور کرے گا جیسے آیہ: **اللہ احمد و المسود لا یسود و لا یرحم من عمل الشیمن** میں مفہوم رحیم مام ہے کہ اس کے لئے شریک نوع ہے اور میسر و غیرہ تبدی وہاں رحیم نے اور طرحت ظہور کیا یہاں اور طرحت یعنی شریک نجاست ظاہر ہی ظاہر ہوئی اور انوات اقیہ میں فقط نجاست باطنی ہی رہی ہو جیسے صفت اختلاف ظہور مذکور یہ ہوئی کہ یہاں فعل شرب شراب کے باعث مسنون ہوا اس لئے پانی وغیرہ کا پانی مسنون نہیں تو یہاں تو جس صفت اصلی جسم شراب کی ہوگی اور میسر و غیرہ میں اشیاء معلومہ اعمال کے باعث برسی ہوئیں کیونکہ اشیاء معلومہ آلات افعال معلومہ میں اس سے جس صفت اصلی افعال کی ہوگی سوان کی آپ کی نجاست باطنی ملکہ جیسے افعال اور شراب میں فرق ہے اور پھر وصف رحیم میں متحد ایسی ہی یہاں قصہ ہے بلکہ یہاں تینوں نوعوں کا موصوف یہ تقدم و تاخر جو نا ایسا ظاہر ہے جیسا شراب کا موصوف رحیم ہونا مثل اتصاف افعال رحیم مانی اور مثل تجوز نہیں سوا اگر یہاں ناتم مثل رحیم مام کہ کما ہائے تو بدرجہ اوئے قابل قبول ہے اس میں ناقیبت زمانی اور مرتبی کو تو ضرورت تبیین مبداء تقدم نہیں ہاں مکانی میں ہے سو قیاس تاخر مرتبی یہاں بھی نیچے سے شروع سمجھا جائے گا۔ اور زمین علیہا اختتام ہوگا۔ سوا اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت ناقیبت زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزوم ناقیبت زمانی بدلالۃ التزامی ضرورہ ثابت ہے اور تصریح تہیومی مثل۔

اہل تشیع بصرالتھامات من موسیٰ الہام لانی تعدی دکناتوں جو بیجا بربطہ  
 مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی ہے کیونکہ یہ مضمون درجہ  
 کو اثر کو پہنچ گیا ہے پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا گو الفاظ مذکور پسند تو اثر  
 منقول نہ ہوں سو یہ عدم اثر، الفاظ باوجود تو اثر معنوی ہیں ایسا ہی ہوگا جیسا  
 تو اثر اعداد و رکعات قرآن و وتر وغیرہ اور چونکہ الفاظ احادیث مشعر تعدد رکعات  
 متواتر نہیں جیسا اس کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر جمعی کافر ہوگا اب دیکھئے کہ  
 اس صورت میں عطف بین البتین اور استدراک و استغناء مذکور بھی بنیادیت  
 و وجہ جہاں نظر آتا ہے اور تحقیقیت جمعی بوجہ حسن ثابت موقی ہے اور تحقیقیت زہنی  
 بھی باخ سے نہیں بچتی اور نیز اس صورت میں جیسے قرأت خاتم پسران و جہاں  
 ہے ایسے ہی قرأت خاتم افتتاحیہ نہایت درجہ کو سبب تکلف موزوں ہو جاتی ہے  
 کیونکہ جیسے خاتم افتتاحیہ ۱۱ اثر اور نقش مضمون علیہ یہ ہوتا ہے ایسے موصوف بالذات  
 کا اثر موصوف بالعرض میں ہوتا ہے حاصل مطلب آیہ کریمہ اس صورت میں یہ ہوگا  
 کہ ابوت معروفہ تورسول اللہ صلعم کو کسی سرود کی نسبت حاصل نہیں پر ابوق معنوی  
 اقیوں کی نسبت بھی حاصل ہے اور انبیاء کی نسبت بھی حاصل ہے۔ انبیاء کی  
 نسبت تو فقط خاتم النبیین شامد ہے کیونکہ او صاف معروف من موصوف بالعرض موصوف  
 بالذات کے فرشتہ تھے ہیں۔ موصوف بالذات او صاف عرضیہ کی اصل ہوتا ہے اور  
 اور وہ اس کی نسل اور ظاہر ہے کہ والد کو والد اور اول کو اول داسی لحاظ سے  
 کہنے میں کہ یہ اس سے پیدا ہوئے ہیں جن سے چنانچہ والد کا اسم قائل ہوتا اس  
 پر شاہد ہے۔ یہ مفعول ہوتے ہیں چنانچہ اول کو مولود کہنا اس کی دلیل ہے  
 سو جب ذات یا برکات محمدی صلعم موصوف بالذات بالتبوء ہوئی انبیاء باقی  
 موصوف بالعرض تو یہ بات ایسا ثابت ہو گئی کہ آپ معنوی میں اور انبیاء باقی آپ کے  
 حق میں بمنزلہ اولاد معنوی اور اقیوں کی نسبت لفظ رسول اللہ میں خود کہیے تو یہ  
 بات واضح ہے پر یہ انبیاء و مومنین دہانے کی ضرورت ہے محمد رسول اللہ صلعم



کو سفر ہی بنائے اور اپنی دلی اپو مہین کو گریہ دیکھے یہ نتیجہ نکلتا ہے یا نہیں صورت  
 اس کی یہ ہے کہ انتہائی ذریعہ مونسیت میں منہجہ کو بعد از غامضہ من انفسم کے  
 دیکھتے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ قرب  
 حاصل ہے کہ ان کی باتوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں کیونکہ وہ اپنے قریب ہے  
 اور اگر محض احباب یا اولیٰ بالتشرف ہوتے ہیں تو یہ بات نہ آئے گی۔ کیونکہ محبت  
 اور دلوربت بالتشرف کے سے اقرابت تو دوسرے ہو سکتی ہے پر بالعکس نہیں ہو سکتا  
 دلیل سب سے اول یہ بات ہے کہ یہی اقرابت جو اپنی حقیقت سے بھی زیادہ بوجہ  
 موصوف باذات کے کہ موصوف بالعرض یا عرض کی نسبت در کسی و کسی کے  
 ساتھ حاصل نہیں کیونکہ یہاں نہ ان میں اشتباہ نہیں تھا تو یہ اعتبار اصل حقیقت  
 اتینا اولیٰ ان بن موصوف بالذات و دونوں ایک موصوف میں آتا تو مجتمع ہوں انما قرب کی  
 اور اگر بلا غامضہ میں محبت سے ملتی یہاں موصوف باذات و رد و سر موصوف  
 بالعرض ہے تو اگر موصوف کے ساتھ بحیثیت وصف بالعرض اور خود وصف بالعرض  
 محتاج موصوف باذات ہوتے ہیں سو وصف بالعرض کو تو شخص حاصل ہوتا ہے بعد  
 تحقیق حاصل ہوتا ہے در حلیٰ بذات الیقین اور ایک شخص بھی بعد اور کمال  
 وجود ہوا ہے۔ انچہ دور سے کسی کو دیکھتے تو ایک موجود مبہم ہوتا ہے جس کا اہتمام  
 ہزار سال کا لوں پر مشہور ہے ہر توبہ قرب آتا ہے وہ ابہام مرتفع ہوتا  
 ہوتا ہے اور تمیز ہوا اور ایک شخصیات پر موقوف ہے حاصل ہوتی باقی سے مستحیبا  
 سات بعد میں یہ حال ہے تو حالت قرب میں تو اس امر مبہم کو اور بھی وضاحت ہو جیگی  
 جس کی وجہ سے تقدیم و تراکب تشخصات ضرور ہے۔ ہزارہ ہر میں معلوم ہونا  
 خود ایک وصف و توحید ہے اور معومات کا معلوم ہونا ضروری جس کے معنی  
 قطع نظر تعلیم سے کہ کہ انصاف سے دیکھتے تو معلوم ہوتے ہیں کہ انما وجود  
 ذہنی عالم کی طرف سے اس پر ہوتا ہے اور وہ نور علم جو ذات عالم کے ساتھ  
 ایسی طرح قائم ہے جیسے آفتاب کا نور آفتاب کے ساتھ اس کو ایسی طرقت میں

ہو جاتا ہے جیسے نور مذکور اشیاء مستغیرہ کو اور ظاہر ہے کہ عالم کو اگر اور اک معلوم  
ہوگا تو وہ ایسا ہی ہوگا جیسے فرض کرو آفتاب کو انوار خاصہ در دیوار کا علم جن کو  
وصوب کہتے ہیں سو اس میں سے نور مطلق جیسے صفت آفتاب ہے اور تثلیث اور  
تربیع وغیرہ تقطیعات و صوب جو صحن خانوں وغیرہ کی طرف سے لاحق ہوتے ہیں  
اصل میں صفت صحن خانہ وغیرہ اور اس وجہ سے در صورت علم مفروض جو آفتاب  
کو حاصل ہوگا اور علم نور مطلق باہیں وجہ کہ اپنی صفت ہے علم تقطیعات سے جو ادوں  
کی صفت ہے مقدم ہوگا۔ ایسی ہی نور علم مذکور صفت عالم ہے اور تشخصات معلومات  
صفات معلومات اس وجہ سے علم صفت خود جو عین علم ہے علم تشخصات سے مقدم ہوگا  
اور ظاہر ہے کہ نور آپ بذات خود منور ہے اور یہ تشخصات اور تعینات جو حقیقت میں  
معلوم ہیں کیونکہ مسنی زید و عمر وغیرہ یہ خصوصیات خاصہ ہیں جن کی وجہ سے باہم تباہین  
ہے نہ وہ امر مشترک جس کو حقیقت انسانی کہے منور بالفرض سو اس حرکت علم میں  
جب نور مطلق اول آیا اور حقیقت مذکورہ دوسری بار نور صورت کہ مقصود بالعلم وہ  
حقائق ہی ہوں اور طالب علم خود صاحب حقیقت تو یوں کہنا پڑے گا کہ موصوف بالذات  
اس موصوف بالفرض سے اس کی حقیقت کی نسبت بھی نہ زیادہ قریب ہے کیونکہ قریب  
والبعد کے دریاقت کے لئے کمی بیشی حاصل ضرور ہے اور قائلہ کے کم ہونے کی  
یہ علامت ہے کہ ادھر کو حرکت کیجئے تو زیادہ حاصلہ کی چیز سے پہلے آئے سو دیکھ  
لیجئے حرکت فکری میں اول دلیل آتی ہے۔ پھر مدلول اس لئے استدلال لمی میں باینوجہ  
کہ دلیل جو حقیقت میں علت ہوتی ہے اول علت آئے گی۔ اور مطلوب بعد میں اس صورت  
میں دلیل اعنی علت کو مطلوب ہے بہ نسبت مطلوب کے بھی زیادہ قرب ہوگا اگر یہ  
قرب بہ نسبت معلول کے سوائے علت اور کسی کو نصیب نہیں کیونکہ اصل میں انفصال ہے  
گو اتصال ہو تو جہاں یہ قرب ہوگا یہی علیت معلولیت ہوگی اور وقت استدلال اگر خود  
معلوم ہے اپنے اور اک کی طرف متوجہ ہوا اور مستدل باستدلال لمی ہو تو یہ ابت صاف  
روشنی ہو جائے گی کہ طالب کی ذات سے اس کی علت قریب ہے سو اگر مومنین کو اپنی



حقیقت کا اور اس مطلوب جو کا تو بیشک، اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حرکت فکری میں  
آئیں گے پھر ان کی حقیقت باقی رہی دلائل ان وہ حقیقت میں دلیل ہی نہیں ہوتی  
بلکہ استدلال ان کے لئے ضرور ہے کہ اول استدلال لمی جو ہے اگر آفتاب کو  
علت نور نہ سمجھیں تو پھر نور سے وجود آفتاب پر استدلال ممکن نہیں اور یہ سمجھنا  
کہ یہ علت ہے اور وہ معلول بھی استدلال لمی ہے استدلال ہی میں جو اس کے  
اور کیا ہوتا ہے الغرض وجود ہن معلول بھی علت کے وجود ذہنی پر ایسی طرح  
موقوف ہے جیسے اس کا وجود اس کے وجود خارجی پر باقی استدلال ان میں  
علم تازہ نہیں ہوتا علم سابق کا استصحاب ہوتا ہے اور نہ اس کے علت اپنے معلول  
میں یہ نسبت اس کی حقیقت کے جو تعینات اور تشخصات میں اور نہ یہاں جو حق در  
تواہل اور علت فی التعلیق دی بہ تصرف ہے علیٰ ہذا النہی اس معلول کو اگر قبل  
محبت ہے اور جو محبت، یہی علت سے ہوئی جو اس کی اصل ہے اور اسی کا پر تو  
اس میں ہے چنانچہ مثل نور آفتاب سے ہی ہر ہے وہ محبت نفسانیت سے کا ہے  
کو ہوگی جو لواحق میں اور یا ہم اتنی ہی بدقت ہوگئی ہے اس صورت میں علت کو یہ  
نسبت اس کے معلول کے اگر احب الیمن نفسہ کہا جائے تو یہی ہے غرض اس نے  
ہے اقرب ان دونوں معنوں کو مستلزم ہے اور یہ دونوں اس کے منافی نہیں  
بلکہ اس کے تعلق پر ایسی شرط وال میں جیسے نور آفتاب پر دلالت کرتا ہے سو  
جیسے طلوع آفتاب وجود نور پر مقدم ہے، ایسے ہی حقوق اولیت یعنی اقربیت  
تعلق اولیت بالتصرف اور اولیت یعنی اجمیت پر مقدم ہوگی غرض اقربیت  
مذکورہ کا مابین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و امت مرحومہ ہونا بایں طور کہ  
آپ اقرب الی الامت مرحومہ میں انقسم ہوں ضرور ہے اور یہ بجز اس کے متصور  
نہیں کہ آپ علت ہوں اور امت مرحومہ اعلیٰ مومنین معلول اور ظاہر ہے کہ  
معلول میں جو کچھ ہوتا ہے فیض علت اور عطاء علت ہوتا ہے اس لئے اس کے  
لئے ہمیشہ مفعول تجویز کیا گیا۔ اس صورت میں علت میں ضرور ہے کہ وہ فیض

ذاتی ہو ورنہ وہاں بھی عرضی ہو تو کوئی اور ہی مفہمن حقیقی ہوگا کیونکہ یہ تو بڑی نہیں  
 سکتا کہ وصف عرضی شود بخود ہو جائے کوئی موصوف باندہ ضرور ہے سو وہی  
 ہے کہ نزدیک مدلت اصلی ہے۔ الغرض لفظ رسول اللہ جو مترادف نبی اللہ  
 یا متضمن معنی نبی اللہ کو ہے جب صغریٰ بنا ہے تو بوجہ اجتماع شرائط ضروریہ  
 جو شکل اول میں ہونی چاہییں یہ نتیجہ نکلے گا کہ علم اور سائنس بالموثنین من انفسہم  
 اور یہ بات اس بات کو مستلزم ہے کہ وصف ایمانی آپ میں بذات ہو اور مومنین  
 میں بعارض۔ آپ اس امر میں مومنین کے حق میں والد معنوی میں یعنی اوروں کا  
 ایمان آپ کے اہیات سے پیدا ہوا ہے۔ آپ کا ہر اوروں کے ایمان کی اصل  
 ہے اور وہ ایمان آپ کے ایمان کی نسل اس تقریر پر وجہ عطف مذکورہ  
 اسناد کا مسطور ثوب و صحت ہو گئی اس لئے اس مضمون کو یہ ہیں ختم کرتا ہوں  
 اگرچہ توجہ سز میر تو میں اس بات کو تو مفتحن تھی کہ مثل علم ایمان کا ایک وصف  
 فطری ہوتا اور یہ بات کہ ایمان کی لانت علمی میں سے ہے پر علم پر موقوف اور  
 نبوت کی لانت علمی میں سے ہے پر علم کو مستلزم اور نیز یہ امر کہ انبیاء کس بات  
 میں آپ کے ساتھ ملاکہ مودیت رکھتے ہیں اور امت کس بات میں اور پھر کیوں  
 لفظ مشیر تولد مومنین کو لفظ مشیر تولد انبیاء سے مقدم رکھا یہ بامیں بیان  
 کرتا اور حسب فہم موجب کہ بتا پیر باندہ شہ نظری قند ضرورت پر اکتفا کر کے عرض  
 پر داند ہوں کہ اطلاق خاتم اس بات کو مفتحنی ہے کہ تمام انبیاء کا سلسلہ نبوت  
 آپ پر ختم ہوتا ہے جیسے انبیاء گزشتہ کا وصف نبوتہ میں حسب تقریر مسطور اس  
 لفظ سے آپ کی طرف محتاج ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور آپ کا اس وصف میں ترکی طرف  
 محتاج نہ ہوتا اس میں انبیاء گزشتہ ہوں یا کوئی اور اسی طرح اگر فرض کیجئے آپ کے زمانہ  
 میں بھی اس زمین یا کسی اور زمین یا آسمان میں کوئی نبی ہو تو وہ بھی اس وصف نبوت  
 میں آپ ہی کا محتاج ہوگا۔ اور اس کا سلسلہ نبوت بہر طور آپ پر ختم ہوگا اور  
 کیوں نہ ہو عمل کا سلسلہ علم پر ختم ہوتا ہے جب علم ممکن علیٰ بشر ہی ختم ہو گیا تو پھر









عظمت اور رفعت کے ساتھ حصول میں سے کل ایک ہی باقی رہ جائے اور جبکہ  
حقے عظمت کم ہو جائے، چنانچہ انشاء اللہ قریب ہی یہ معمول ہو چاہتا ہے، بغیر  
اصل مطلب یہ ہے کہ ثابت ہوئی کہ سات آسمان ہیں اور وہ  
بھی اوپر نیچے کیفیتاً مختلف دائرہ میں ہیں آگے پیچھے واقع ہیں دھران میں پانچ سو  
برس کا فاصلہ رکھتا ہے اور اسی طرح زمینوں کا حال جو تو یہ بھی یقینی سمجھنا چاہیے  
کہ جیسے ساتوں آسمانوں میں آب و ہوا ہے وہ پھر دوبارہ کے آسمان واسے نیچے  
کئے آسمانوں پر ہو کہ اسے ہی ساتوں زمینیں بھی تہہ پہوں گی اور ادھر کی  
زمین واسے نیچے کی زمین واسوں پر ہو کہ یہوں گے۔ دلیل حکومت اہل سموت فوقانی  
اور تو یہ سہ ہرگز تردید کی گتہ۔

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰

اس مضمون سے معاف ظاہر ہے کہ حکم خداوندی ملائکہ کی فہمیتہ تو کچھ

ہوتا ہے وہ اس ترتیب سے پہنچتا ہے سو یہ بات بعینہ ایسی ہے جیسے حکم بادشاہی جو کچھ ملازمان ماتحت کی نسبت ہوتا ہے ان سے اوپر کے درجوں کے واسطے سے ان تک پہنچتا ہے چنانچہ سب کو معلوم ہے اور نیز مقتضائے حدیث دیگر بھی یہی ہے جو شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ اللہ العزیز نے تفسیر عزیزیں سورہ بقرہ میں بذیل تفسیر آیہ ثم استوی الی السما، قسوسم سبع سموات روایت کی ہے چنانچہ فرماتے ہیں واہن السدہ اذ ان علیاں روایت کردہ است کہ

سید السموات سید السیاقہ المعروف سید الاربعین سنی اللہ علیہا

اس حدیث میں سے ایک تو مماثلت زائد معلوم ہوتی یعنی جیسے وہاں اوپر کا آسمان افضل ہے کیونکہ عرش اس میں ہے یعنی اس سے متصل ہے یہاں اوپر کی زمین یعنی یہ زمین افضل ہے دوسرے بدلانے نزاعی یہ ثابت ہوا کہ اوپر کے آسمان واسطے نیچے والوں پر رکھوں کیونکہ انھیں سموات ظاہر ہے کہ باعتبار انھیں سموات مکان سے سو نوٹ واحد میں انھیں اس باب کو مقتضی ہے نہ انھیں داخل موصوف بالزائد ہو کیونکہ موصوف بالذات کی طرف سے نو نوٹ واحد میں تفاوت افراد ممکن نہیں ہے کہ وہ ایک ہوتا ہے اور جہاں دو نظر آتے ہیں باس ظروٹ واحد میں تعدد و ترکیب کو مقتضی ہے تاکہ اتحاد امر مشترک کی طرف راہ آید اور تباہن امور متباہن کی طرف مہر انجام کار و صورت لازم آجاتی ہے۔ اس صورت میں لاجرم یہ اختلاف و تفاوت معروف و غائب اور قابل کی طرف سے ہوگا کیونکہ حوادث میں جتنے اختلاف ہیں وہ انہیں دو کی طرف یا ان کی متمات کی طرف جیسے رات و شرائط میں منسوب ہوتی ہیں بلکہ جسے شکی مقام نہ یا وہ شرح سے معذور ہوں باس ہمدانی فہم کے واسطے یہ مضامین معروف و غائب ہیں ان کو اتنا بھی کافی ہے الغرض یہ اختلاف و تفاوت معروف و غائب کی بجانب ہوگا۔ مگر ظاہر ہے کہ اس صورت میں فرد اکل واسطے فی العرفین ہوگا جو اپنے معروفات کے حق میں موصوف بالذات ہوتا ہے اگرچہ کسی اور کی نسبت وہ بھی معروف و غائب ہو جیسے آئینہ وقت نور افشانی درود یوار اگر دیوار کی نسبت واسطے









ہوں گی اور اوپر کے زمین کی فردا اکل اعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک جیسے ارواحِ انبیاء و مومنین کے لئے منبعِ برکت کی ایسے ہی فردا اکل زمین ثانی کے لئے بھی منبعِ برکت ہوئی۔ اور اس کی روح پاک باقی اس زمین کے مکان کے لئے بھی منبعِ برکت ہوگی اور فردا اکل زمین سوم کے لئے بھی منبعِ برکت ہوگی علیٰ ہذا القیاس شیخ زمین ہم خیال کر لو اور تقریر سے یہ وہم بھی مرتفع ہوگی کہ یہاں کا ہر ہر فرد سوم و منوع ہمارا اور اعلیٰ و تحت کی افراد متبادل و متناظر ہوتے ہیں نظر کر کے آج تک فقط فرد اکل و تبوع ہونا اور ارض ساقط کے فردا اکل کا اس کی نسبت اول تبار اور اس کے سبب افراد باقیہ کا تابع ہونا سمجھا جاتا ہے مثال محبوب ہے تو اول آفتاب اور آئینہ کے حال برعکس کیجئے وہر کی دھوپیں ان دھوپوں کی اصل نہیں جو آئینہ صحن سے پڑا ہونہ میں دوسرے دیکھتے ہیں تو نقیضت پر غلط حکم پر اس کی ردی کے لوگ اس کی ردی کے تمام نفس بندہ رت بواسطہ نقیضت ان پر بھی حکم ہے بجیہ آفتاب بواسطہ آئینہ شیخ کی دھوپ کا ہی مقدم تھا اس تقدیر میں شیخ کی زمین سے سلسلہ نبوت شروع ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہرہ سلسلہ ختم ہوا جیسے یہاں کی نبوت کا سلسلہ بھی یہی ہے انتقام پاتا ہے نہ فرق ہے نہ خیال، انبیاء باقیہ میں ہر نسبت حکومت و محاکمہ کی محض ہمارا و نقلیٰ تین حال ہوتے ہیں نہ شیخ کی زمین سے ہر سلسلہ شروع ہوا ہے اس میں ہمارا حقیقی ہم کہہ سکتے ہیں کہ دوسرے زمین واسطے جیسری زمین والوں پر حکم ہیں اور جیسری زمین واسطے چوتھی زمین والوں پر حکم ہذا القیاس سوا اس فرق کی تصحیح اگر مثال سے منظور ہے تو شیخ کہ ہم بادشاہ کو لاٹ پر اور لاٹ کو نقیضت پر حکم تو فوج و اتنی ہی بات کے ہر سلسلہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم کو ان مراتب کا ہر فوق و تحت جو نامعلوم ہے ہر لاٹ یا نقیضت کے محلہ اور محلہ میں یہ حکم ہر بار جاری نہیں کر سکتے غرض ایک سلسلہ نبوت تو فوق تحت میں واقع ہے۔ و باعتبار فرق مراتب مکافی اس کے فرق مراتب کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور ایک سلسلہ نبوت ماضی و مستقبل میں واقع ہے اور باعتبار فرق مراتب زمانی اس کے فرق مراتب کی طرف سے کی گئی شرح اس کی یہ ہے کہ

اہل فہم پر روشنی ہے کہ زمانہ ایک حرکت، اور خداوندی ہے اور یہی وجہ ہے کہ تحقیق صوفیہ کرام عہدہ رحمتہ تجدد امثال کے قائل ہوئے کیونکہ حرکت میں مقننہ حرکت کا ایک فرد ہر آن میں مجداً متحرک کو معرض ہوتا ہے۔ وہاں قننیتہ و شرتہ و زہی وجہ ہے کہ زمانہ مقدار حرکت ہے کیونکہ مقدار ہونے کیلئے غافل اور زہی نفس منور ہے خط کے لئے مقدار خط ہی ہو سکتا ہے۔ اور سطح کے لئے مقدار سطح اور جسم کے لئے مقدار جسم۔ یہ وہ چیز جس سے کئی بیشی مساوات معلوم ہو۔ وہ ہم جنس ہی ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ خط و سطح سے نہیں ناپ سکتے اور اگر ناپ بھی لیتے ہیں تو اس کی ایک بعد سے جو زخم خط ہے ہوتا ہے بلکہ اقیانوس اگر ہم کو خط یا خط سے ناپیں تو اس کو بھی ایسا ہی سمجھو بہر حال زمانہ ایک امتداد حرکت خداوندی سے اگر اندیشہ نظر بدل نہ ہو تو انتشار خدا اس بحث کو دائرہ کثافت پر کیا کیجے ذکر استطراد ہی بقدر ضرورت ہے۔ یہاں سب زیادہ نماز با ہے۔ سپر مل فہم سے یہ امید ہے کہ نقطہ اشارہ ہی اس کو کافی ہو۔ ضرور صورت نیکیہ زمانہ حرکت کہا جاوے تو اس کے لئے کوئی متصور بھی ہوگا جس کے آئینہ پر حرکت منتہی ہو جائے۔ سو حرکت سلسلہ نبوت کے لئے نقطہ ذات محمدی منتہی ہے اور یہ نقطہ اس ساق زمانہ و اس ساق مکانی کے لئے ایسا ہے جیسے نقطہ اس زمانہ و مکانی کے لئے ایسا ہے۔ حقیقت کو یہ معلوم ہو کہ آپ کی نبوت کو نہ مکان نہ زمین و زمان کو شامل ہے۔ یہ شبہ کہ زمانہ تو بعد ختم نبوت بھی باقی ہے اگر حقیقت زمانہ حرکت مذکورہ ہے تو لازم آتا ہے کہ مقصود تک ابھی نہیں پہنچے۔ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشریہ ہوں کیونکہ مقصود مطلوب نہیں جو مقصد حرکت مذکورہ ہو گا وہی انہوں کو سو یہ شبہ قائل اس کے نہیں کہ اہل فہم کو موجب تردد ہو گا۔ ہند و فہم ان کے لئے یہ معرض ہے کہ ہر حادثہ زمانی کے لئے ایک عمر ہے جس کی وجہ سے محققان صوفیہ کرام ہر حادثہ میں قائل تجدد امثال ہوئے کیونکہ زمانہ ایک حرکت ہے چنانچہ اس کا متجدد غیرہ الذات ہونا بھی اس کے مؤید ہے اس صورت میں مسافات متعدد ہیں، اور حرکات متعدد ہیں۔ ہر حرکات ملکہ









ہے کہ تبدل بتادیل مفرد ہو سکتا ہے پر مفرد میں بتادیل جملہ ممکن نہیں۔ سو کیوں نہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ کثیر حقیقی کو نو پور یہ نسبت انتہائی واحد بنا سکتے ہیں پر واحد حقیقی کو کسی طرح کثیر حقیقی نہیں بنا سکتے سو یہاں دیکھ لیجئے کہ کیا ہے واحد حقیقی ہے اکثر حقیقی نہ عدد میں وحدت ہے نہ معدود میں اور باعتبار ہیئت اجتماعی وحدت سر بھی تو دور مقصود بالذات ہاں نہ وہ نہیں۔ البتہ عنوان تشبیہ ہر اور عنوان مشبہ کہنے ورنہ اول تو میں اکثر مشبہ نہ فرماتے سچ ارضیوں فرماتے جس میں لفظ کم ہوتا ہے مثلاً وضع ہو سکتا ہے کہ یہ سے ہر اس صلاحت میں زیادہ و فراحت ہوتی ہے باقی اس غلط میں کوئی اور خوبی زیادہ نہیں۔ مبالغہ فنی عدد البتہ مقصود ہیں جو یوں ہی کہتے کہ کمال یہ ابلغ من اعراضہ سوا امتدادت فی العدد کہتے تو کلام از قبیل فیض فنی بطور اس ۶ سور سے ذات و صفات کی بحث نہیں کہ الیٰ علیٰ مستعملہ یہ سے سوا اس غلط کے دور۔ معنی مقصود میں ۵ کمزور سے ہاں اگر وحدت فی المفادیر ہوتے تو البتہ یہ عمل اس لفظ سے بہ بہت دور تضاد دوسرے یہ تشبیہ نسبت دور علاوہ اس کے اور من سببیں اور مناتیں جو مذکور ہو چکیں اس طرح سے ہرگز برابر من نہ آئیں۔ بلکہ یہاں تشبیہ نسبت مقصود بالذات ہے اور نہ ہر ہے کہ تشبیہ نسبت میں مشابہت اور من سببیت انھیں علاوہ نسبت مذکورہ ہرگز مفرد نہیں کہہ سکتے ہے کہ نہ بت و وجہ ہاں بعید ہو رہی وجہ ہے کہ خدا کے نقالی اپنی ان نسبتوں کو جو مفرد کے ساتھ مل میں ان نسبتوں کے ساتھ تشبیہ دیتا ہے جو مخلوق کو مفرد کے ساتھ ہوتی ہے۔ مثلاً فرماتے ہیں۔

محبکم من انفسکم هنکم مع صلتکم ایہکم من سترکم و فیما من زفاکم فانتم فیہ سوا و تم فیہم خیفتم انفسکم۔ (نہیہ ۱۰)

اللہ نور السموات والارض مثل نورہ مشکوٰۃ فیہا معیا حانصبا  
فی مزاجہ الزجاجة کا نفا کو کتب درری یوقد من شجرة مبارکہ کہ درینو  
لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد من میثاق یضیء ولولہ تمسہ منار

## نور علی فوس -

کچھ بڑے لقیاس بہت بجا تشبیہ نسبت مزید سب تشبیہ مفرد نہیں اور اس صورت میں ہرگز کسی حرکت یا تجزیہ نہ کسی طرح کی تدریج کے ساتھ دو روپیوں کو پار روپیوں کے ساتھ وہ نسبت ہے جو دو پہلوؤں کو پار پہلوؤں کے ساتھ نیز جنوں کو دو ہزار توٹوں کے ساتھ یہ کام کے سلسلہ کو اپنے مقابل کے سلسلہ کے ساتھ یہ محذورت بعد و مرتبہ من لواحد ان غیر انشائیہ قواعد و مرتبہ کے ساتھ ہے اور اس تشبیہ میں دو دیکھ کر اس نسبت میں کچھ مشابہت ہی نہیں ہرگز کچھ عیاں نہیں بلکہ تشبیہ اپنی مشابہت ہی پر ہے ایسی ہی حرکت ہے کہ یہ میں خیال کرنا یہ صورت میں ہو سکتا ہے کہ ترکیبات روحانی اور جسمانی بن آدم و حیوانات روحانی و جسمانی کو ترکیبات روحانی و جسمانی مدد کر دے کہ ان کے ساتھ ہی نسبت ہو جو زمین کو فلک کے ساتھ وہ یہ ذرا غزو سلام نیز ان ترکیب مختلف سے ہوا ہو جو مصلح کی ضرورت ہو تو وہ کہنے جیسے اجسام بنی آدم میں ترکیب عناصر ہے اور ترکیب کو جو عہد شاید درطوبت چوتھ تدریج ہر وقت خواہم بعد عناصر اور عہد دریافت کیا ہے۔ ان کے نام نہ ہوا تو وہ اپنے موزوں ہے۔ ہر کے وجود پر ولادت کرتا ہے ایسے ہی جو سید شواہد بعد یوں سمجھ میں آتا ہے کہ روح بنی آدم میں بھی یہ عنصر سے ترکیب دی ہے وہ عناصر میں راجد کی ہیں ایک تو معنوں اشہار و قہور ابہت سب میں مشہور ہے وہ عناصر معنوں خواہش جسم معنوں تاثر اور انفعال بھی تحلیل کثیر سب میں ہے جو تھے استقلال بعد بنی انقباض عنصر اور سبب حرکتی اور نرمی اور کسل بھی سب میں نظر آتی ہے مثلاً انقباض معنوں عصیان و انقباض و انقباض و غفلت بھی سب میں موجود ہے۔ یہ بارہ چیزیں جو مذکور ہو گئیں ان میں جن پر کہ تو آتش و باد و آب و خاک کے ساتھ ایک من سبب ہے اہل فہم تو وہ سمجھ لیں گے ہاں ہمہ جیسے اختلاف مقادیر عناصر سے فرق حرارت و برودت و درطوبت و ہوسست امزجہ بنی آدم پیدا ہوتا ہے ایسے ہی فرق مقادیر ہر







اِنَّ ذَاكَ مِنْ دُونِ الْبَيِّنَاتِ الْعَمَارَاتِ اِنَّاسٌ قَوْلِ ابْنِ مَرْجَانٍ فِيهِ  
تفصیل ہے کہ بعض مفردہ واحفظ مشہور ضیعت دو مردودون  
لہر نیفہ ہر عدد خاصہ فصیحہ وان مردہ غیروہ بہ کن لا یبعد عن  
درجۃ انتہی الحسن وان بعد فمکر۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ شاذ کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ وہ یہ شاذ  
مخالف و بیتہ تحت ہو دوسرے یہ کہ اس کا راوی فقط ایک ہی تہ ہو سو باقی  
میں غیر زائد تمام صحیح ہے نہ مندر صلیح چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی  
فرماتے ہیں۔

قوله شيخنا عبد الحق المحمدي رحمه الله تعالى في حاشية حاشية  
صوفي مولانا محمد علي في اور المنكره مضمونه انما هي بغير ان  
مفرد مردود من غير ان يكون له مخالفت ما سبق ويقتضون صحاحه  
حاشية في سند ورواهه عليه السلام لا ينافي في مخالفة كالحاشية والندى  
يدل على انه من غير ان يكون له مخالفت ما سبق

یہ عبارت جیدہ و ہی اکتی ہے جو میں نے عرض کیا سو لفظ شاذ سے کوئی  
رجح و محک نہ لائیں۔ درجہ نہ سمجھیں کہ جب شرط کو شاذ ہوا تو صحیح کیوں  
لگاتے ہیں دو شذوذ جو تواتر سے ہوتے ہیں مخالفت ثقات سے چنانچہ سید  
شریف کی رسالہ کو میں تقریباً گیارہ مرتبہ فرماتے ہیں۔

هو ما ليس بسند لا مقر العدل الضابط عن مثله وسلمه عن  
متدد الخلفه وحقه من غير مقتضى في وجه كان وبالعدل من  
يكن مستور العدل ولا مجروح العدل الضابط من يكون حافظ متيقف و  
بالسند و ما يرويه من ثقة في سند ما يرويه اناس و لا لغة ما فيه اسباب  
خفيفة فاضحة فادحة۔

اس تقریب سے اہل علم پر روشن ہو گیا ہو گا کہ شذوذ یعنی مخالفت ثقات مراد نہیں





اقتباس ذاتی پر صحت نبوت لینے بہت اس بیچہ ان سے عرض کیا ہے تو پھر سوا رسول نہ  
 معلوم اور اور کسی کو افراد و مقصود بالخلق میں سے مثال نبوی معلوم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس  
 صورت میں فقط انبیاء کی افراد نہ رہتی ہیں، افضلیت ثابت نہ ہو کی فرد و مقصد پر  
 بھی ان کی افضلیت ثابت ہو جائیگی بلکہ فرد بالفرق بعد نہ ہو ہی معلوم ہے کوئی نئی پیدا ہو نہ پھر بھی  
 خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چاہے کہ آپ کے معاصر کسی درجہ میں یا عرض کیے ہوں  
 زمین میں دنی و دینی تجویز کیا جائے یا چھ نبوت اثر مذکور و ذرا نسبت خاتمیت سے معارض و مخالف  
 خاتم النبیین نہیں جو یوں کہا جائے کہ یہ اثر شاذ بینہ تھا لہذا یہ خاتم ہے اور اس سے  
 یہ بھی واضح ہو گیا ہو کہ حسب مرسوم شکران اثر اس اثر میں کوئی عدت نامہ بھی نہیں  
 جو اس راوی سے ہر صورت میں یہ کہہ دیتا ہوں کہ اس اثر کی نسبت بہت اہم  
 ہی اس بات پر دلیل ہے کہ اس میں کوئی مدت نامہ نہ ہے تا حقیقت اس میں نہیں دوسرے  
 شذوذ تھا تو ہی خاتم خاتم النبیین ہے اور عدت حق نہیں تھی، مگر وہ  
 کوئی مدت نامہ پیش آئی ہے جس سے اس سے کم از بار دوسریوں کا ہونا انبیاء کا نام نہیں ہوتا  
 یا ہونا اس کو تو اس کے لئے رد و جواب دہ ہے کہ مدت نامہ نہ کسی نے اس میں  
 دیکھا ہے نہ اس میں کوئی مدت نامہ ہے بلکہ اس معنوی مدت کا ذکر کو خیال فرمائے  
 آگاہ ہو جائے کہ مدت نامہ مذکور ہی سے کوئی وجہ حادث فی اثر المذکور پیش نہیں کی اور  
 فقط متنازعہ دلیل اس باب میں کافی نہیں ورنہ جاری و مسام کی مدت نہیں بھی اس حساب  
 سے ثناء و مدح ہو جائے گی۔ ورنہ یہ بھی واضح ہو گیا ہو گا کہ یہ ادلی کہ یہ اثر  
 اسرائیلیت سے ماخوذ ہے، یہ انبیاء اور اہل بیت سے مسہق و سلام مراد ہیں  
 ہرگز نہیں اتنا نہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ باعث تہذیب مذکورہ فقط یہی مخالفت  
 حاکمیت تھی، جب مخالفت ہی تو اس کی ادلیس کیوں کیجے جن مدلول سے مطالبی سے  
 کچھ ملاحظہ ہوا نہیں باقی رہی یہ بات کہ بڑوں کی تاویں کو نہ مانے تو ان کی تحقیر لغو  
 باشد لازم آئے گی۔ یہ انہیں لوگوں کے خیال میں آسکتی ہے جو بڑوں کی بات فقط  
 اندر ماہ سے ادبی نہیں مانا کرتے۔ ایسے لوگ اگر ایسا سمجھیں تو بجا ہے امر یقین علی

انفسہ اپنی یہ وطیرہ نہیں نقصان شان اور چیز ہے اور نہ دنیاں اور چیز اگر بوجہ کم اتقاق  
بڑوں کا فہم کی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آگیا۔ اور کسی شخص  
نادان سے کوئی ٹھکانے کی بات بہت ہی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم شان پر کیا  
کا د پاسند کہ کودک نادان

بقسط بر عدد و زمرہ تیر سے

ماں بعد و منوج حق اگر نقطہ اس وجہ سے کہ یہ بات میں نے کئی درود لکھ  
کہہ لئے تھے میری زبانیں درود پر فی بات سے رہیں تو حق نظر اس کے ہر لون  
محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بہت جمید ہے ویسے ہی غنی مغل و فہم  
کی خرابی پر گواہی دیتی ہے۔ چیرہ باہر ہر اثر اگرچہ بنی سرعہ قوت سے مدد دیتے  
مرفوع سے اس سے کسی بی ۵ رخصتہ حرم ان امور کا بیان نہ میں قتل کو قتل  
نہ ہوا بل مدد سے نزدیک مرفوع ہوتا ہے وچرا اس کی پر سے ہر صواب سبب کے سبب  
مدول در پھر مدول ہی اول در ہر شے تقویٰ میں ایسے پکے کہ اور کسی سے ان کی  
رہیں نہیں ہو سکتی پھر یہ کب ہو گئے کہ خدا جموت بولیں اور وہ بھی دین کے  
مقدمہ میں ہاں بلور احتمال یہ کہ استقامت میں ہو رہا ہے یسی باتوں میں جن میں  
عقل کو مدد امدت ہے و دخل دیدنیات سے ٹکے سے بدو واقعہ دان سے کیا نام ہر سے  
یہ بات بقول ہے مگر اثر نہ کورہ بلور حیزم ہونا اور مضمون مذکورہ کا عقیدت میں سے نہ  
رونا عا ہر و با ہر ہے سو جب اثر مذکورہ مرفوع ہو اور نہ اسکی صحیح آیت مذکورہ اس کی  
مورید محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف مائل حصہ انتظام جو ہر نوع میں مشہور  
ہے اس پر شاہ غفلت قدرت اس پر ذال پیر بھی آجہا کہا جائے تو بھلا اس کے کیا  
کہا جائے کہ امثال روافض و خوارج و اہل اعتزال یسی باتیں کیا کرتے۔ ان فرقوں نے  
بھی بوجہ قصور فہم آیات والہدیت و تقدیر و خلق و افعال میں تاویلیں کیں اور احادیث  
مصرحہ مضاف میں مذکورہ کو تسلیم نہ کیا بلکہ مذہب سے پیش آئے سو جیسے آیات مذکورہ  
کی تاویلوں اور احادیث مذکورہ کی تفسیروں کے باعث اہل حق نے ان کو دائرہ  
اہل سنت و جماعت سے خارج سمجھا ایسے ہی منکر اثر مذکورہ کو بھی سمجھنا چاہیے۔ استنا





[illegible]

کوئی امر بے حد نہیں سوچیں یہاں جلد اعطاء ضروریہ کے مجتہدین کو ہوتے سے حاصل ہوتا ہے ایسے ہی کمال نبوت بھی تمام کمال تضروریہ کے اجتماع سے حاصل ہوتا ہے مگر بھیجیے تناسب جو کہ کوئی ایک قاعدہ نہیں ہر حساب میں ایک ہر ایک تناسب ہے۔ علیٰ ہذا القیاس تناسب کمال نبوت بھی ایک ہی اندازہ پر نہیں ہوتا تاہم کوئی تناسب ہوتا ہے کہیں کوئی سو اگر وہ نبیوں کے کمال میں ایک ہی تناسب ہو تو ایک کی نبوت دوسرے کی نبوت کے مقابل ہوگی نہیں تو جس مگر یہی بلکہ ہر نبی ایک تناسب کے عکس ہے ایسے اگر حد نبی عداۃ تک ہو ایسے ہی دو کمال نبوت بھی ایک تناسب کے عام میں معلوم نہیں ہوتا ہاں بوجہ آئینہ میں کس جمال کا تناسب بھی ہوتا ہے جو اصل جمال کا تناسب ایسے ہی کمال نبوت کا تناسب بھی ہوگا تو اصل کا تناسب ہے۔ اگر نہیں فرق پڑے گا تو آئینہ یا سیمتہ ہو جائے گا پھر سے آئینہ پڑے گا بھی تناسب کس جمال میں آئینہ کی وجہ سے کہیں فرق پڑے گا سہی نہیں کس نہ کو اس تناسب پر معلوم نہیں ہوتا جو اصل میں ہوتا ہے بلکہ اس کی نسبت یہاں مقررہ طور پر آئے ہیں جس سے یہ آئینہ ہر رنگ میں بھیجیے کس ہر اصل معلوم ہوتے اور آئینہ سرور و سبزی میں کس ہر رنگ اصل نہیں رہتا۔ بلکہ احوال آئینہ و اصل جو ہر آئینہ کی کیفیت کو اس نبوت میں اگر فرق پڑے گا تو اس کا باعث کمال نبوت نہ آئے۔ ہر نبی ہر نبوت ہوتا ہے یہ بات فرما نہیں ہوگئی تو آگے آئینہ مقررہ طریق سے قائم نہیں ہے یہ بات تو سبھی بلکہ ہم سمجھ گئے ہو گئے کہ موصوف ہر صف نبوت والہ انت تو ہر سے رسول اللہ معلوم ہیں باقی اور انبیاء میں اگر کمال نبوت آیا ہے تو جناب شہنشاہ عالم کی طرف سے آیا ہے مگر بایں احوال کہ ہر نبی کی روح اس کی امتیوں کی روائے کے لئے معدن اور اصل ہوتی ہے چنانچہ ہر مقررہ مطلق آیت یعنی اوستہ پلوتھین من انفس میں اونی تا کی کہیں تو اس پر شاید سے یوں سمجھ میں آتا ہے کہ اور انبیاء رسول اللہ صلعم سے فیض سے کہ امتیوں کو پہنچاتے ہیں عز من بجز میں واسطہ فیض میں مستقل بالذات نہیں ہر یہ بات بعینہ درج ہے جو آئینہ کی نور افشانی میں ہر فیض سے غرض جیسے آئینہ آفتاب اور اس درجہ



ہیں واسطہ ہوتا ہے جو اس کے وسیلہ سے ان موانع میں پیدا ہوتی ہے تو تو و مقابل  
آفتاب نہیں ہوتی پر آئینہ مقابل آفتاب کے مقابل ہوتی ہیں ایسے ہی انبیاء ہوتی ہیں  
مشکل آئینہ تک میں واسطہ نہیں ہیں غرض اور بنیاد میں جو کچھ ہے دلیل اور غرض کا محمدؐ ہے  
کوئی کمال ذات نہیں پر کسی نبی میں درجہ اس میں سب پر سب تو چوں کمال میں کسی میں تھا  
اور کسی نبی میں اوجہ معلوم و متناسب نہیں۔ یہ ہوتا ہے کہ انہیں کتبہ فرما دیتے اس میں اتنا  
تناسل کی بابت اشارہ ہو سکتا ہے کہ سال بعد فی ظلمتے غافل نہیں اور تشبیہ مندرجہ  
نہی کہیں کہ یہ بات عیاں ہو ہوتی ہے کہ اور زمینوں میں کھوس کر دیتی ہے متناسب  
کے ساتھ ہیں اور منہ آگیا سب سے اس تشبیہ کا تشبیہ فی الغیۃ جو نا بھی ہے جو  
یعنی کلمات اصل میں جو تشبیہ ہی وہی نسبت کلمات کھوس میں بھی منظور ہے اس  
صورت میں اگر اصل و ظلال میں تساوٰی بھی ہو تو کچھ حرج نہیں کیونکہ انصافیت بوجہ  
اصافیت بھی ہے اور ہر سب کے اور گروہوں کے تشبیہ ہذا اشارہ کی ہے اور متناسب  
فرادی فرادی ہر نبی کی ذات اس بے اس تشبیہ تشبیہ مضمر کہنا چاہئے نہ مرکب  
سو ہر نبی طرف سے بھی ملتا ہے ہر سال مشتبہ اور متناسب کو دیکھ کر ہوا متعذر و تہ  
نسبت متناسب و انہی سے متناسب ہیں انکاد و متناسب متناسب ہی سے متناسب ہیں  
الانبیاء دونوں ہی کو کہنا پڑے گا کہ اہل تشبیہ ہر حق سے نہ جائے اور انصافیت  
محمدی کے لئے یہ وجہ اور باعث آجائے کہ جیسا کہ میں میں کس زمین کی دو محبوب کس  
آفتاب کا طفیل ہے اور اس وجہ سے آفتاب ہی کی طرف منسوب ہوتی ہے ایسے ہی  
اور زمینوں کے خاتموں کے فیوض خواہ ارواح انبیاء ہوں یا ارواح امت  
ان کے کمال ہوں یا ان کے سب آپ ہی کی طرف منسوب ہوں گے ان تمام  
معنایں کے مطالعہ کرنے والوں کو یہ بات بخوبی روشن ہوگی کہ درصورت  
تقسیم ارمانی و دیگر بطور معلوم یہ بات تہذیب تمام زمینوں میں ہمارے  
ہی نبی پاک کی جبرہ گری ہوگی۔ اور وہاں کے انبیاء آپ ہی کے درپور ہر گز ہر نبی  
گے۔ اور سب جانتے ہیں کہ اس میں جو فضیلت ہے در صورت انکار ارمانی

ما تحت و ذمیت با تہ سے ہوتی رہے گی۔ مگر ہاں شاید کسی صاحب کو یہ دوسو تہیں  
 کر سہ کہ اگر اور چھ زمینوں کے بطور معمول ہونے میں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 فضیلت کو یہ افزائش ہے تو درجہ خداوند کے تسلیم کرنے میں مثلاً اسی طور خدا  
 کی خدائی کو بتدریج معلوم، افزائش ہوگی سوچنا چاہیے کہ انہیں یوں دہر تو جو رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کی بربرہ و آپ کی نبوت کو خدا کی خدائی کے برابر  
 سمجھتے ہیں یہ اس کے تعدد سے اس کا تعدد اور اس کی وحدت سے اس کی  
 وحدت پر ایمان لانے کو تیار ہوتے ہیں سو مہیہ و نوح سے عارف کلام بھی نہیں  
 ہم تو کس شاعر میں ہیں وہ تو خدا کی بھی نہیں مانتے ہاں ہیں نبیوں کے شاید کی ایسے  
 ولیہ سے سن کر کسی دعوہ کو ماننے پر تیار نہ کر سکتے کہ یوں تو در بھی بہت سے  
 صاف قسم بندت و با عرض نہیں کرتے ہر ایک خداوند و دوسرے املاکات خاصہ و دوسرے  
 میں فرق بالذات و با عرض نہیں کرتے جیسے املاکات کے ساتھ ایک مقام بالذات ہی فرد  
 سے املاکات بالذات کی گنت نہیں ورنہ واجب و معتق بھی کبھی ممکن خاص ہو جائے کرتی  
 سے رانیہ خدا کے لئے بھی ایک ہی بالذات کی صورت ہے ورنہ ممکن اور ممکن بھی  
 کبھی نہ بھی خدا ہو پائی ورنہ بھی نہیں تو ان کا خدا ہونا ممکن تو ہونا سوا ان دونوں و مفرد  
 کے ورنہ ان مشہور و ناموس کر دھان مشترکہ ہیں اور واجب و ممکن میں دونوں  
 قسمیں ہوتی ہیں کہیں بالذات کہیں با عرض ہوتی وہ بات جس سے املاکات اور خدائی  
 کا قسم بالذات ہی کے ساتھ اختلاف سمجھ میں آجائے اور اوصاف باقیہ کا دونوں  
 قسموں کی طرف منقسم ہونا روشن ہو جائے یہ ہے کہ اکثر اوصاف کا ان دونوں قسموں  
 کی طرف منقسم ہونا تو سب ہی جانتے بولتے کہ کسی وصف کے ساتھ کہ قید بالذات  
 یا با عرض رکالیں اور اس وصف میں القید یعنی مقید کو دیکھیں تو پھر دوسری قسم کی  
 گناہ نہ رہے گی ورنہ اجتماع الضدین لازم آئے گا۔ ظاہر ہے کہ سوا بالذات  
 با عرض نہیں ہو سکتا ورنہ ایسی موٹی بات ہے کہ کوئی صاحب فہم اس میں متاثر نہ  
 ہو گا۔ ہاں فہم ہی نہ ہو تو پھر اس کا کچھ قصور نہیں سوا ورمفہومات تو ان دونوں

قیدوں سے معرزی ہیں اور مفہوم امکان میں یہ قیدیں ماثور ہیں۔ خدائی کا مفاد تو موت و حیات  
بالعرض اور نبوت اور رسالت میں ظاہر ہے کہ یہ بات مقصور ہے۔ بلکہ مفہوم خدائی  
اور امکان چونکہ مفہوم خدائی نہیں تو یوں بھی نہیں کہہ سکتے کہ کہیں خدائی و امکان  
مطلق ہو اور کہیں بار مشافقت ہاں شامیت چونکہ مفہوم خدائی سبب تو یہ فرق حلقہ و  
انصافیت یہاں بجا رہی جو سبب سے باقی اس کا خدائی ہونا اور ان کا خدائی نہ ہونا سبب  
ہی جانتے ہو سکتے ہیں کسی لئے قلم گیسووں ہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ امکان  
میں چونکہ وصف بالعرض ماثور ہے و اس کے حق میں منہی ذاتیات سبب تو ہیں  
بھی باوجود کہ مفہوم بالعرض ماثور ہے بلکہ تہی میں انحصار ہو کیونکہ امکنات  
مجموعہ موجودیت بالعرض کا نام ہے سو کسی صاحب کو یہ شبہ نہ پڑے کہ یہاں وہاں بالعرض  
ہونا یا نہ ہونا بلکہ تہی کیوں ہوں مفہوم موجودیت کو دیکھیں تو جہت ہی جہاں  
سبب اور ظاہر ہے کہ ممکنات موجود فی نفسہ ہوں یا مرتبہ بیان شامیت میں نہ کہ حلقہ  
ہو، نوں ہاں موجود بالعرض ہیں بلکہ تہی کیوں کہ یہاں وجود ظاہری کے اوصاف  
انتزاعیہ میں سے ہیں اور وہاں وجود باطنی کے اوصاف انتزاعیہ میں سے اور  
سبب جانتے ہیں کہ اوصاف انتزاعیہ موجود ہو تو وجود المشا سبب ہیں تہی سبب موجودیت  
بالعرض نہایت سے موجود بالذات نہیں ہوتی و سبب اعلم و علم و حکم۔ بعد اس تفصیل  
کے بطور خلاصہ تقریر و فقہ مذکور یہ عرض ہے کہ ہر زمین میں اس زمین کے انبیاء  
کا خاتم ہے پرچار سے رسول مقبول علیہ السلام ان سبب کے خاتم آپ کو ان  
کے ساتھ وہ نسبت ہے جو بادشاہ ہفت، تعلیم کو بادشاہ اتالیق خاصہ کے ساتھ  
نسبت ہوتی ہے جیسے ہر تعلیم کی حکومت اس تعلیم کے بادشاہ پر ختم پاتی  
ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے اس کو بادشاہ کہا۔ آخر بادشاہ وہی ہوتا ہے جو سبب کا  
حاکم ہوتا ہے ایسے ہی ہر زمین کی حکومت ہوتی اس زمین کے خاتم پر ختم ہو جاتی  
ہے پر جیسے ہر تعلیم کا بادشاہ باوجود کہ بادشاہ ہے پر بادشاہ ہفت تعلیم کا محکوم  
ہے ایسے ہی ہر زمین کا خاتم اگرچہ خاتم ہے پر ہمارے خاتم انبیاء کا تابع جیسے بادشاہ



ہفت اقلیم کی عزت اور عظمت اپنی اس اقلیم کی رعیت پر حاکم ہونے سے جس میں خود  
مقیم ہے اتنی نہیں سمجھ جاتی جتنی کہ بادشاہان اقلیم باقیہ پر حاکم ہونے سے کبھی باقی  
ہے ایسی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور عظمت اپنی اس اقلیم کی رعیت پر  
حاکم ہونے سے جس میں خود مقیم ہے اتنی نہیں سمجھ جاتی جتنی بادشاہان اقلیم باقیہ  
پر حاکم ہونے سے کبھی باقی ہے ایسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور عظمت  
فقط اس زمین کے انبیاء کے خاتم ہونے سے نہیں سمجھ جاسکتی جتنی زمینیں اس کے  
کے خاتم ہونے سے کبھی باقی ہے۔ مگر عجیب آیت ہے حج کے مسلمانوں سے کہ کس  
قتل و سے اور خاتموں بلکہ خود زمینوں سے انکار کرتے ہیں۔ سپہ سالاروں پر کفر  
کے فتوے دیتے ہیں یا سنی نہ ہونے کا اتہام ہیں۔ یہ وہی مثل ہوئی کہ انہوں نے تنگ  
والوں کو نہ دیا تھا۔ خداوند مکتوب نہ بدترین اس صورت میں یہ ہوگا کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم شانِ مہم سمجھو کہ فریبہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی محبت نہ کرو  
وکیسوی نہ ہو گئے سو اگر سی کفر و اسلام اور یہی بدعت و سنت ہے تو اس اسلام  
سے کفر بہتر ہے اور سنت سے بدعت افضل ادا شیعہ ائمہ ان لوگوں کے مقابلہ  
میں جو محبت اہل بیت بوجہ غلو و فضل سمجھتے تھے یوں فرما تھا مشاعر  
ان کا سرور محبت اب محمد

فہم ہذا لشکرا انی منہم

ہم ان صاحبوں کے مقابلہ میں جو سوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قدر اذیاد قدر سے  
ان کے خیال سے سات گنی جو بوائے برادمانے ہیں کہ قائلین اذیاد قدر کو کافر یا کفار  
ازہیب اہل سنت سمجھتے ہیں اس شعر کو بدل کر یوں پڑھتے ہیں  
ان کان کفر حب قدر محمد

فہم ہذا لشکرا انی منہم

یہ تو خلاص طلب تھا اب خلاصہ دل بھی سن لینے کہ وہ بارود صفِ نبوت فقط  
اسی زمین کے انبیاء علیہم السلام ہمارے خاتم انبیاء علیہم السلام والہ وسلم سے  
اس طرح مستفیض و مستفیض نہیں جیسے آفتاب و قمر کو اکب باقیہ بلکہ اور زمینوں کے  
خاتم انبیاء بھی آپ سے اس طرح مستفیض و مستفیض ہیں۔ مگر یہ بات سات زمینوں

کے ہونے اور زمین میں انبیاء کے چوتے پر اور پھر ان انبیاء کے وصف نبوت میں  
معدول اور آپ کے واسطے فی العرشد مجتہد پر موقوف ہے۔ جب تک یہ بات  
ثابت نہ ہو تب تک ثبوت مطلب متصور نہیں ہو سکتا زمینوں کے ہونے پر ایک  
تو یہ آیت اللہ ردی خلق سبہ سموات و دوسرے حدیث مسطور ایک جس کو من  
اؤلہ الی آخرہ قتل کر چہ ہوں اور بعد ظہور توافق آیت و حدیث اس باب میں ان  
تفسیروں کا قول جنہوں نے سبب زمین سے سبب اتقاہم مراد لی ہیں یا بفتت طبقات  
زمین و احد تجویز کئے ہیں معتبر نہیں جو سبب نام لیں کہ انہیں کے نزدیک کیونکہ آیت  
مذکورہ بھی سے معونت و معنی حدیث مسطور تعدد اور معنی پر اور وہ بھی بقدر نبوت  
ایسی صاف دلالت کرتی ہے جیسے آسمانوں کے ساتھ ہونے غلط سبب سموت جیسے  
سبع سنوت کے معنی میں کسی نے یہ نہیں کہا کہ سات ٹکڑے میں یا سات بڑی ٹکڑیاں  
طبعی ایک آسمان کے ہیں۔ ایسے ہی یہاں یہ خیال باطل نہ باندھنا چاہیے اور ہر زمین  
میں انبیاء جوتے کی دلیل بھی قطع نظر اس ثبوت کے جو اوپر قوم ہو ابد ستور مضمون  
سابق آیت ہے اور ایک حدیث آیت کو بھی شد اندی تعلق سبع سنوت و من اللہ من  
شہدین قیصر الہ صریحین۔ اور حدیث و دائرہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ میں کی  
طرف اوپر اشارہ لکھنا دلالت آخری ہر سبب پر دلالت آیت میں اللہ اتنی تفصیل نہیں  
سو یہ اسی پر کیا موقوف ہے۔ اکثر آیات اسی طرح اپنے مطالب پر دلالت کرتے  
مثلاً وجہ اس کی یہ ہے کہ ہا قد و کفی خیر و مہا کثروا اھل یمام قد و دل  
خبر صما کثروا قل سو تمام آیات میں یہی ہے کہ الف ظلیل و معانی کثیر لکن فہم  
ہو تو بتنا پورا پورا بیان مطالب کلام اللہ کے الفاظ میں ہوتا ہے و تنا اور الفاظ اور  
بیانات تو درکنار الفاظ حدیث میں بھی نہیں پرتھوٹے سے الفاظ میں مطالب  
کثیر جو مجتمع ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے سے الفاظ جہ سے نہیں ہوتے فنی  
ہر ایک مطلب کے لیے جدا الفاظ نہیں ہوتا اس لیے ہم سے یا ہوں کو بسا اوقات  
معلوم نہیں ہوتے بدلت شرح صحیح جو احادیث نبویؐ میں البتہ ہر سے

ہر سند و طالب تھوڑے سے تھوڑے الفاظ سے نقل آتے ہیں فرض احادیث نبوی  
 صلعم قرآن کی اول تفسیر ہے اور کہیں نہ مرکبہ سند کی شان میں خود فرماتے ہیں  
 و نزلنا حدیث الکتب بتیاری بکثر حتیٰ جب کلام اللہ میں سب کچھ ہوا ایسے ہر  
 چیز یا مجال مذکور ہوئی تو اب احادیث میں مجمل تفسیر فرمائی اور کیا ہوگا ورنہ یہ  
 بھی نہ ہر سب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر قرآن و احادیث کوئی  
 نہ ہوا اس صورت میں جو کچھ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے وہی صحیح ہوگا اگر آپ  
 کی طرف کوئی قول منسوب ہو اور عقل کے مخالف نہ ہو تو کوئی اعتبار سند اتنا تو  
 نہ ہو جیسے حوالہ کرتی ہیں تب بھی اور مفسروں کے احوال سے تو زیادہ دیکھنا چاہیے  
 اس لیے کہ اقوال حضرات کی سند بھی تو اس درجہ کی کہیں کہیں ملتی ہے پھر کئی مہم  
 آئیں ان اعتبار نہیں ہوتا ہے نہ اس سے نقل ہوئی ہو تفسیر چاہے یا اعتبار سند  
 بھی ہر جہت ہوئی اور ایک آپ کا قول ہو دوسرے کسی دوسرے تو بیشک آپ ہی کا قول تھا  
 سمجھا جائے اور دوسرے سند بھی سب قانون اصول حدیث ایسی ہو تو ہم تو اس کا کام  
 ہی نہیں سو وہ بیحد غلط تنزل کے کہ یہ منہ بیان کئے جائیں کہ نزول و دوسرے  
 نوابی و نزول وہی ہوتا ہے اور اثر مذکور اس کی شرح کہی جائے تو بایں وجہ کہ  
 بالذات قوی ہے و اعتبار سند صحیح بیشک تسلیم ہی نہ ہر سند کے بلکہ یہ قصد ایسا ہو  
 جائے کہ جیسے کسی حدیث کی تائید میں نہ کر اس سے پر حین کتاب کہاں ہے ورنہ  
 وہ تھیں بتائے اور کتاب کو دیکھ کر اس کو بیشک آئی تو جیسے کتاب کا اس کا پر  
 ہونا اس کی بنا ہو جائے پر شاید اور اس کا چنا ہو جائے کتاب کے اس جگہ ہونے  
 پر ایسی ہی آیت تو اثر مذکور کی مصدق ہے اور اثر مذکور آیت کی مصدق اس پر مجاہد کہ ایک  
 نقل یاد آتی ہے۔

منقول حضرت بنیہ کے کسی مرید کا رنگ یا ایک متغیر ہو گیا آپ نے سبب پوچھا  
 تو پر دے ملا شفا اس نے یہ کہا کہ اپنی اہل کو دودھ میں دیکھتا ہوں حضرت بنیہ  
 نے ایک لاکھ یا پچتر ہزار بار کھلی کلمہ پڑھا تھا پوچھا کہ کون سے روایتوں میں اس





اور پھر ملائکہ کے واسطے سے ان کو پہنچی اور یہ نہیں تو نہ سہی مجر و معمول جمیع علوم ہی کافی سبب یوں ہو یا جیسے علوم انبیاء نہ میں نہ حاصل ہوئے باقی رہا آپ کا وصف نبوت میں واسطہ فی العرفان اور موسون بالذات ہونا اور انبیاء ماتحت بحیثیم السد کا آپ کے فیض کا معر من اور موصوف بالعرفان مونا و تحقق معنی نہ قنیت پر موقوف ہے۔ اس کی شرح و بسط مافیہ فی اور یہ کہ پچھوں بچہ لگدیش ہے کہ مضامین سابقہ کو فردی فردی کر دیکھئے تو عجب نہیں کہ بیٹے مجھتی الامنی سلیم میں کچھ عید و حجت کریں اور بیٹے نامعلوم معقول ہیں تیاں کہ کثر استدلال نہ کورہانی میں سو کیا امتیاز نہ سے پیش آئیں پر مل فعات و فرست اور بل حدس سے تو یہاں ابد سے کہ جیسے اختلاف تشکلات کو دیکھ کر بعد ملاحظہ قریب و بعد باہمی دلائل کمر ویت ارض و سما سمجھتے کہ نور قمر نو آفتاب سے مستند ہے ایسے ہی بعد ملاحظہ معانی بن مستور و فرق مراتب نبیہ خودیکہ کہ یہ سمجھیں کہ کمالات انبیاء سابق اور انبیاء ماتحت کمالات محمدی سے اللہ عید و سلم سے مستفاد ہیں اور جیسے اختلاف تشکلات و غیرہ تنہا تنہا کمالات مطلوب میں کافی نہیں اسی طرح منہا میں مذکورہ فردی فردی کوئی چہ فہم کو کافی نہ معلوم ہوں پر سب ملکر لاریب مضمون معلوم پر اتنی نور دلالت ضرور کرتی ہے جتنے اختلاف تشکلات قمر و غیرہ استفادہ مذکورہ پر یا یوں کہئے جیسے بہت عوارش عامہ سے ملکر ایک خاصہ مطلق پیدا ہو جاتا ہے اور خاصہ بن ہاتا ہے چنانچہ رسم ناقص ایسا غوثی کے دیکھنے سے ظاہر ہے ایسے ہی دلائل مذکورہ اگر کسی کی نظروں میں آتا تنہا تنہا نام بھی ہوں نہ سب ملکر مغلوب مذکور کے مساوی ہوا ہو جاتے ہیں گریہ بات بطور تنزل و خرم و احتیاط معروض تھی ورنہ نظر قاریہ اور مکرر سب اود طبع سلیم اور ذہن تنقیم و عقل و قور و نقاب ذکی ہو تو سب امور مذکورہ منجہ خواص ختم نبوت مطلق میں قدرت فرست و کثرت مشاغل و تقاضا مسائل ہوتا تو انشاء اللہ اس دعوے کے ثبوت اجائی کو مفصل مکتا سو جیسے و صوبہ کو دیکھ آفتاب کے طبع میں اور دھواں دیکھ کر آگ کے وجود میں اور خوشبو سونگھ کر

عطر کے ہونے میں اور کسی کی آواز سن کر اس کی یہ مطلق نسبت کے ہونے میں شامل نہیں رہتا۔ ایسے ہی امور مذکورہ سے ختم نبوت مطلقہ پر استدلال قابل تاویل نہیں اور یہیں سے معلوم ہو گیا ہو کہ تمام استدلالات انی محض تاویل نہیں ہوتے ورنہ خدا کی ہدایتی جو عالم کو دیکھ کر معلوم ہوتی ہے در رسول سے جسے اللہ علیہ وسلم کی نبوت جو اعجاز وغیرہ سے ثابت ہوتی ہے یا کسی کی ذوات کسی کی عبادت کسی کی مٹی و تہ کسی یا بخل کسی کی شجاعت کسی یا جہن جو آثار معلومہ سے معلوم ہوتے ہیں غلط تاویل ہو جائیں بجز اس کے یہ کہا جائے گا کہ جیسے یہ امور ثابت تھے تو اس حدیث میں یہ مثل عوام میں عامہ مختلف تھے ہو کر خاصہ بن جاتے ہیں جیسے خوارق اور خوارق تیبہ اور دعوت الی الدین سوانہی کے کسی اور میں نہیں ہوتی ایسے ہی وہ مسطورہ اور ان گذشتہ جو دربارہ اثبات خاتمیت بطور مذکور ذکر کئے گئے ہیں نہایت ہی اہم مگر مطلوب معلوم کے ساتھ خاص میں اب یہ گذشتہ ہے کہ ہر چند یہ قد اذنی خلق سبع سنوت کی یہ تفسیر کسی اور سے نہ لکھی ہو پر جیسے مفسرین متاخرین نے مفسرین تقدم کا تعلق کیا ہے میں نے بھی ایک نئی بات ہدیٰ ترکیب ہوا جسے مطابقتی آئی کہ اس احتمال پر منطبق ہو تو البتہ گنجائش تکفیر ہے اور یوں کہہ سکتے ہیں کہ موافق حدیث من عند الفرقان براہِ نقد کو یہ شخص کافر ہو گیا ہو اس صورت میں ہی انکار تہا کافر نہ ہونے کا یہ تکفیر بڑی بڑوں تک پہنچے گی۔ ہاں اگر انصاف ہو تو اس حدیث کے معنی میں عرض کرتا ہوں جسے مفہوم کلی ہزار ہا فرقہ و فرقہ منطبق آتا ہے۔ ہر فرد میں اس کے لئے احتمال صحیح ہوا کرتا ہے سو اگر آیات قرآنی میں کوئی امر علی مذکور ہو تو دربارہ احتمال فرود سے شروع ان میں باہم نسبت قرار دینے سے میل بہید ہو یا نہ ہو وہ آریہ مجمل ہوگی سوانہ احتمال میں سے کسی ایک احتمال کو بے دلیل متعلق کر دینا یا اس قرینہ اچھ سمجھنا درپردہ دعویٰ نبوت ہے جس کی وجہ سے ہر شخص آج کافر گناہا کرتا ہے ہاں اگر کوئی دلیل عقلی یا نقلی ہو یا کوئی قرینہ عقلی یا نقلی ہو اور پھر قہر قوت و دلیل و قرینہ کوئی شخص کسی احتمال کو رائج کہے تو ہرگز کفر نہیں ورنہ ہمیشہ تک و قاتل و نکات



کا نہ تپتا ہے انہیں بعض الفاظ اسرار میں مرفوعہ شکل پر لکھیں منہ الہیہ ولا غلطی عن شرف  
 الہ ولا یثقل علیہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ کیونکہ مجمع ہو سکتا ہے اس لیے حرب کوئی  
 دلیل ہے نہ کوئی قرینہ تو پھر ترجیح عداوت میں اپنی عقل نامہ لاؤ معلوم  
 ہے اور اس کو تفسیر ہر فی یعنی تفسیر ہر سوئی اور تفسیر عندہ نہ کہہ سکتے ہیں ورنہ  
 تفسیر ہر ائی یوں کہتے ہو تفسیر ہر میں یا قرینہ ہو کر تو مجمع بالقتال مدغم ہے  
 تو نہ کہ عقل ایک نور میں در دور میں معلومات و حقیقہ اور مفہم میں دور دورہ نہ  
 سمجھنے کیلئے اس میں مفہم و حیدر ہو۔ بدینہ و بین دور میں خوب افہام اور پاس معلوم  
 ہوتے ہیں۔ یہی ہے کہ اس میں عقل و مفہم و سلیمہ مفہم میں حقیقہ اور معلومات ہوتے ہیں  
 ورنہ اس میں اس میں معلوم ہوتی ہیں کہ حقیقت ہر حالت میں دور دورہ ہیں ہر حالت  
 میں معلوم نہیں ہوتا ورنہ فرق مفہم و دور دورہ بعد کی کوئی صورت نہ ہوتی  
 ہوتی ہے اس میں کیا ہے اس میں ہوتی ہے یہی ہے کہ معلومات و حقیقہ و مفہم  
 کثرت ہو جائے۔ اس میں الہیہ میں الہیہ میں الہیہ میں الہیہ میں الہیہ میں الہیہ میں  
 آئینہ میں معلوم ہوتا ہے کہ اس میں الہیہ میں الہیہ میں الہیہ میں الہیہ میں الہیہ میں  
 بدست لائق ہو جائے اور اس میں الہیہ میں الہیہ میں الہیہ میں الہیہ میں الہیہ میں  
 کہتے ہیں اس میں الہیہ میں الہیہ میں الہیہ میں الہیہ میں الہیہ میں الہیہ میں  
 اگر اس میں ہوتی ہے اس میں الہیہ میں الہیہ میں الہیہ میں الہیہ میں الہیہ میں  
 نہیں کر سکتے بلکہ ذہن نام کی طرف سے جائیں گے جب یہ مثال ورنہ تفسیر ذہن  
 نشین ہوئی تو پھر اس میں تفسیر میں امر محال کو دیکھ کر دیکھیں کہ پھر حقیقی کھٹائی میں  
 انسان کو اگر وہ ان الفاظ کو تو ایک امر محال کو دیکھ کر دیکھیں کہ پھر حقیقی کھٹائی میں  
 نہیں و یا سو بعینہ وہی ذہن ہے جو اور اس میں دور دورہ میں ہوتا ہے اور اس وجہ سے  
 اگر ہم تصویر آئینہ کو تفسیر ذہن تصور کریں تو بجا ہے ورنہ سفید جسم کو اگر سبز  
 آئینہ کی خور و بین سے دیکھیں تو اس رنگ سبز کو جو تصویر آئینہ میں لائق ہو  
 جاتا ہے اور رنگ اصلی معلوم ہو جاتا ہے تفسیر ہر حالت میں تو نہ بجا ہے ایسے ہی

وہ مضامین جن سے مرتبہ اجمال میں کچھ تصریح نہ ہو اور کسی کی رہت صحت عقل کی جانب سے لاحق ہو جائیں تو پھر ان کو تفسیر بالمرأے کہیں تو کیا ہے جیسے بہر حال تفسیر مثل ایضاح خورد و بین تو ضیح ہوتی ہے رائے شدہ اور ایجاد نہیں ہوتا پھر کچھ چیز بھی ہو جاتی ہے اشیاء معدومہ موجود نہیں ہو جاتی سو چھوٹی چیز کا بڑا معلوم ہونا جیسے از قسم تو ضیح مقدار ہے ایسے کسی رنگ کا صفت نظر آنا تو ضیح لون سفید کا سیاہ یا سرخ و سبز معلوم ہونا تو ضیح رنگ سفید نہیں بلکہ تفسیر رنگ ہے جس میں ایک رنگ کا اصرار اور دوسرے رنگ کا ایجاد ہے اس تقریر پر یہ شبہ کہ مقدار زائد بھی اصل حقیقت سے زائد ہے مبالغہ ہوگی دوسرے جس چیز کا دور ایک بوسیدہ مراد مناظر مطلوب ہو اگر اس قسم کی جو بات بوسیدہ مراد یا معلوم ہوگی منجملہ تفسیر سمجھی جائے گی۔ سو وہ بات اصل میں سے نسبت تو تفسیر اصل جوئی نہیں تو تفسیر بالمرأے کہیں گے۔ اور جو چیز بوسیدہ مراد مناظر مطلوب ہی نہیں ہوتی وہ بات اگر معلوم بھی ہوئی تو اس کو تفسیر کیوں کہیں تفسیر تو اس کو کہنا چاہیے جس سے کوئی اجمال مہل بہ تفصیل اور کوئی اشکال مہل بانطال ہو اور ظاہر ہے کہ مقدار پر اور مواضع بوسیدہ مراد مناظر مطلوب نہیں ہو اگر تہ وہ نہ لازم آئے کہ اصل مقدار اشیاء مبصرہ بالمرأے اور مواضع اشیاء مذکورہ وہ ہو اگر میں تو بوسیدہ خورد و بین یا دور بین معلوم ہوں بلکہ تفسیر بالمرأے وہ ہے جو امر محیل و مفسر میں اصلاً نہ ہو بلکہ اس امر میں کلام مجمل ساکت ہو اور مرتبہ تفسیر و تفصیل میں وہ امر داخل کیا جائے۔ اور ظاہر ہے کہ ایسے امور کا داخل کرنا تصرفات خیالی میں جو جہاں سے ہی مقول ناقصہ کلام ہو جائے باقی جو باتیں بوسیدہ کسی دلیل عقلی یا عقلی کے شعل کی جائیں اس کو اصل ظاہر کو تفسیر کہیں پر حقیقت میں تفسیر نہیں ہوتی۔ بلکہ دو کلاموں بعد اگانہ کے معنوں کو اکٹھا کر دیا کرتے ہیں۔ ہاں اگر تفسیر کے ایسے معنی عام لیجے جس میں یہ بھی شامل ہو جائے تو پھر اختیار سے لامشاحتہ فی الاصطلاح بہر حال ایسی صورت میں تفسیر بالدری یا تفسیر بالقرینہ کہیں گے تفسیر بالمرأے نہ کہیں گے۔







عام تمام مخلوقات کو شامل ہے پس اس امر کا اعتقاد کرنا چاہیے کہ خواتم طبقات باقیہ  
بعد عصر نبویہ نہیں ہوئے یا قبل ہوئے یا بعد عصر وہ تبع شریعت محمدیہ ہو گئے اور ختم انکا  
بنسبت اپنے طبقہ کے امتدائی ہو گا اور ختم ہمارے حضرت کا عام ہو گا اور تفصیل ن  
سب امور کی میں نے کہا حق اپنے دور سالوں میں ہم کسی بالائے امتدائیات علیہ وجود  
الانبیاء فی الطبقات دوسرے سے بر خافع الواس فی اثر ابن عباس کی ہے ہر گاہ یہ اثر  
ہو چکا ہے سمجھنا چاہیے کہ یہ کہ جس نے عبارت جو سوال میں مرقوم ہے لکھے ہر گاہ  
ممانعت سے انکار ہے اور صحت حدیث تعدد و شہرت خواتم طبقات مانیہ کا قائل ہے  
مخالف الجہت کے نہیں ہے نہ کافر ہے نہ فی سق بلکہ قبیح سنت مگر ہاں اگر نبوة محمدیہ  
کو ساتھ اسی طبقہ کی خاص کرتا ہو وہ ہر ایک خاتم کو صاحب شرع جدید سمجھتا ہو تو البتہ  
قابل موانذہ کے ہے کیونکہ یہ امر خلاف نفوس و خلاف کلمات ملام معلوم ہوتا ہے اور اگر  
مجرد تعدد و خاتم قائل ہو اور ختم ہمارے رسول کو حقیقی بنسبت تلبہ انبیاء طہات  
کے سمجھتا ہو اور ختم ہر ایک خاتم باقیہ کو فاسق کہتا ہو تو اس پر کچھ موانذہ نہیں ہے واللہ  
اعلم برہ الراعی عفوریہ الفتویٰ بالحسنات محمد عبدالحی تاجا و زائد عن ذنبہ البلی والحق  
و تنفذ عن موعبات الحق (و الحسنات محمد عبدالحی) و انھی زید و جہ اس تحریر کے کافر یا  
فاسق نہ ہو گا واللہ اعلم بالصواب و عندنا ام التائب (و ہمیش محمد کتبہ کی کتبہ ابو الیہ  
محمد نعیم خضر اللہ علی الرب الکلیم اسباب البیہ کتبہ ابو البش محمد محمد علی عن اللہ عز و جل  
اور عدم کفر و فسق و خروج پر علیہ دیوبند و مبار نیوہ و گلوہ والہ آباد و گروہ و  
سورت نے اتفاق کیا واللہ اعلم علی ذالک و سب جو ابو محرف بحرف لکھنے کی فردت  
ہیں کہ سب کے مطالبہ ان دونوں تجاہوں میں آئے فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تکمیل از مولانا محمد ادریس کاندھلوی

الحمد لله وحده وصلى الله على من لا ينبي بعده

۱۔ بعد بندہ ناچیز محمد ادریس کاندھلوی کان اللہ وہ کائنات پر محمد امین (علی السلام) کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ سرزانیوں کو اپنی گمراہی اور غلط عقائد کے ثابت کرنے کے لئے کتاب اور سنت اور اقوال صحابہ و تابعین اور ائمہ دین اور فقہاء اور محدثین اور مفسرین اور متکلمین کے کلام میں تو کسین مل رہے تھے گنجائش نہیں ملتی اس لئے یہ کردہ حضرات اولیاء اور عارفین کے نام اقوال قطع و برید کر کے حوام کے سامنے پیش کرتا ہے تاکہ حوام ان حضرات اولیاء کی وجہ سے کچھ نہ کہہ سکیں حالانکہ ان بزرگوں کا صریح عقیدہ جو قرآن و حدیث کے مطابق ہوتا ہے وہ ان کی زبانوں میں مذکور ہوتا ہے اس کو یہ ٹوٹ نقل نہیں کرتے البتہ بزرگوں کے ان مبہم اور محمل کلام کو نقل کر دیتے ہیں کہ جو کہ ان بزرگوں سے ایک خاص حالت سکریہ نکلتی ہے جو اتفاقاً حدیث میں یہیسا کہ منصور نے ایک خاص یحزوی کی حالت میں اتفاق کہہ دیا مگر جب اس حالت اتفاق ہوا تو ثابت ہوئے تو کیا کوئی ماقبل منصور کے نام حق کہنے سے یہ استدلال کر سکتا ہے کہ ظلی اور برزخی او بہت بندہ کو بھی مل سکتی ہے اور لا الہ الا اللہ کے معنی یہ ہیں کہ خدا کے سوا کوئی مستقل خدا نہیں ہو سکتا البتہ ظلی اور برزخی خدا ہو سکتا ہے ماحاد کلا یہ صریح کفر اور ارتداد اس لابی بعدی میں یہ تاویل کرنا کہ منصور کے بعد کوئی مستقل نبی نہیں ہو سکتا بلکہ ظلی اور برزخی نبی ہو سکتا ہے یہ بھی صریح کفر اور ارتداد ہے۔

اسی سلسلہ میں شیخ مرزائی حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ کا نام نامی سے رسے ہیں کہ معاذ اللہ مولانا محمد قاسم صاحب بھی خاتم الانبیاء کے بعد نئے نبی کا آنا جائز رکھتے۔ یہ مولانا پر صریح بہتان اور افتراء ہے اس بارہ میں حضرت مولانا کا تذیران اس کے نام سے ایک مختصر رسالہ ہے جو عجیب و غریب تعلق



و معارف اور نہایت دقیق و عمیق علوم پر مشتمل ہے۔ ہاں طبعی تو عموم فہم کی وجہ سے نہایت  
 فہمی میں مبتلا ہوئے اور نہ انہیں اور مہدین سے جو لوگوں کو کفر سے نرنے کے لئے سرور  
 کی تمام جہاتیں قابل اور بعد سے حذف کر کے لوگوں کے سامنے پیش کرنا شروع  
 کر دیں۔ ان سے عوام و سادہ لوگ، تہود و نصاریٰ سب سے ان کے بتائے ہوئے  
 اصلاحات یہ ضروری سمجھا کہ مولانا محمد قاسم کے کلام کا مخلصہ جس عبارت میں پیش  
 کر دیا جائے تاکہ لوگ نہ غلط فہمی سے متاثر ہو۔ یہ ہیں اقوال اللہ تعالیٰ و جہد و  
 التفتیح و حوالہ دہی الی الہ الطریقہ

نواقیت یک جنس ہے جس کی دو قسمیں ہیں یک زمانہ و درد و سہری رقی  
 نواقیت زمانہ کے متغیر ہیں کہ حضور سید سے غیر زمانہ میں تمام انبیاء کے بعد  
 مبعوث ہوئے اور آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ وہ زمانہ  
 تدبیر کے لئے بہت زیادہ دور ہوا ہے کہ تمام کائنات و مرقبہ حضور کی ذات  
 باوجودت پر ایمان نہ رہے۔ چونکہ مدت طویلہ میں سے اس لئے تمام انہیں  
 کے لئے یہ قول کہ کبریا کی شریک کے لئے سب سے وہ آپ پر ختم ہو گیا اور  
 کائنات پر نور و نور انقباء سے تمام انہیں میں میں زمانہ کے اعتبار سے بھی آپ  
 زمانہ میں اور اتنا نبوت و کائنات کے خاتم سے بھی تمام میں حضور  
 کی نواقیت زمانہ میں ہیں بلکہ زمانہ و رقی و دونوں دونوں قسم کی نواقیت حضور  
 حاصل ہے۔ سید عالم کی سب سے سہی ہوئی کہ سب دونوں قسم کی نواقیت ثابت ہو  
 موازہ میں تمام سب فرمائے ہیں کہ حضور کی نہایت زمانہ قرآن اور حدیث میں  
 اور تمام امت سے ثابت ہے۔ اور حضور کی نواقیت زمانہ کا ٹکڑا ایسا ہی ہے  
 ہے جیسا کہ زمانہ کا ٹکڑا فرسے رہتا ہے۔ چنانچہ محمد میر کا اس کے حصہ پر تحریر ہے  
 فرماتے ہیں۔

سو اگر حدیث اور عموم ہے تب تو نواقیت کا ہر سبہ ذرہ تقسیم ہوا  
 نواقیت زمانہ و کائنات کی عزت و شہادت ہے دھرتی و سموات

نہری شکل انتہائی پختہ اور روشن ہوئے ہیں اور قیام بعد کی  
اوکا نال ۔

یونانی ، پٹریز اور دیگر فنونِ نقاشی میں سب سے پہلے  
سب سے پہلے باب میں کافی سبب دیکھ کر یہ سمجھوں کہ وہ تو کثرت و تنوع  
کا سبب نہیں بلکہ اس پر بات بھی منعقد ہو گیا ہے کہ وہ فنا و تہ کو  
پسند نہ کرتے تھے بلکہ ان میں سے جو کچھ ہم کو آتا ہے وہ فنا و تہ کو  
معنوں سے مالا مال ہے اور وہاں بھی کہ تو کثرت و تنوع کا سبب  
و کثرت و تنوع کا سبب دیکھ کر ان کا دل بہت مستعد تھا اور کثرت و تنوع  
پسند نہ کرتے تھے بلکہ ان میں سے جو کچھ ہم کو آتا ہے وہ فنا و تہ کو  
کلام ۔

اس عہد میں اس امر کی صاف تصریح موجود ہے کہ تخلیقیت نہایت  
کاملاً ایسا ہی ہے کہ فرسہ بھی کہ تو دوری نہ ہو بلکہ فرسہ تو اس امر میں تخلیقیت  
زمانہ کے عہد و تصور سے بہت پہلے اور پہلے ہی تخلیقیت فراتہ میں ہے اس سے  
تمام ولین و آخر میں سے فصل و موثر ثابت ہو گیا ہے وہ یہ کہ تصور پر نور کا  
توانا کے نتیجے میں وہ علوم ولین و آخر میں کے عہد و تاریخ میں اس  
طرح تمام روشنیوں کا سلسلہ قائم ہے کہ پھر نہ ہوتا ہے کسی طرح تمام علوم و کائنات  
کا سلسلہ تصور پر قائم ہوتا ہے ۔

میں وہ عہد موانع مرحوم تخلیقیت نہایت کے مکرر نہیں بلکہ تخلیقیت نہایت کے  
منکر کو فرسہ میں ایسا ہی اس تخلیقیت نہایت کی تعلیمات کے عہد و تخلیقیت نہایت  
کی تعلیمات ہی تصور کے سبب ثابت رہا ہے سبب میں تاکہ تصور کی تمام ولین و آخر میں  
پر تعلیمات اور سیادت ثابت ہو اور تعلیمات نہایت و نہایت میں فرسہ یہ کہ تخلیقیت  
زمانہ کے اعتبار سے نہ ہو بلکہ بعد کسی بھی حالت میں محال اور ناممکن ہے اور  
تخلیقیت نہایت کے اعتبار سے محض محال اور نہ تصور کے بعد بھی کوئی ہی مبعوث ہو

تو حضور کی خاقیتِ ربیہ میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ ہر صورت آپ کی حالتِ نبوت کے منتہی اور خاتم میں۔ آفتاب اگر قاسمِ ستاروں سے پہلے طلوع کرے یا درمیان میں طلوع کرے، آفتاب کے منبع نور ہونے میں کوئی فرق نہیں آتا اسی طرح بالغرض اگر حضور پر نور تمام انبیاء سے پہلے مبعوث ہوتے یا درمیان میں مبعوث ہوتے تو آپ کے منبع کی حالت ہونے میں کوئی فرق نہ آتا اور یہ فرض بھی احتمالِ عقلی کے درجہ میں ہے ورنہ جس طرح خاقیتِ زمانہ میں حضور کے بعد نبی کا آنا محال ہے اسی طرح خاقیتِ ربیہ میں بھی آپ کے بعد نبی کا آنا محال ہے اس لئے اگر انبیاء و منائین کا دین وہی محمدی کے منافع ہو تو علی کا ادنیٰ سے منسوخ ہونا نہ آئے گا۔ جو حق تعالیٰ شانہ کے اس قول

ما من بعدی نبی الا من بعدی

کے خلاف ہے نیز جب عام ممکن کیشر آپ پر ختم ہو چکا تو آپ کے بعد کسی نبی کا مبعوث ہونا بالکل عبث اور بے کار ہو گا۔ حاصل یہ تھا کہ خاقیتِ ربیہ کے لئے خاقیتِ زمانہ بھی لازم ہے۔

مولانا مرحوم کے نزدیک اگر حضور کے بعد کوئی نبی مبعوث ہونا شرعاً جائز ہوتا تو لفظ بالغرض استعمال نہ فرماتے مولانا یہ فرماتا کہ بالغرض اگر آپ کے بعد کوئی نبی اتریے لفظ بالغرض خود اس کے محال ہونے پر دلالت کرتا ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہ بات محال ہے کسی طرح ممکن نہیں۔ لیکن اگر بالغرض محال تھوڑی دیر کے لئے اس محال کو بھی تسلیم کریں جائے تب بھی حضور کی خاقیتِ ربیہ اور آپ کی افضلیت و ریاست میں کوئی فرق نہیں آتا یہ ایسا ہی ہے جیسے حضور کا یہ فرمانا کہ لو کان بعدی نبی کان عمرہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا، تو ظاہر ہے کہ حضور کا مقصود یہ نہیں کہ آپ کے بعد نبی کا آنا ممکن ہے بلکہ یہ بتلانا مقصود کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا بالغرض محال اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ اس ارشاد سے حضور کی خاقیت



اور عمر کی فضیلت ثابت کرنا مقصود ہے۔  
اس کو اس طرے سمجھو کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اگر ایک پاند نہیں بد  
ہزار پاند ہوں تب بھی ان سب کا نور آفتاب ہی سے مستفاد ہو گا تو اس پر  
مطلب نہیں کہ حقیقتہً ہزاروں پاند ہیں بلکہ مقصود آفتاب کی فضیلت ثابت  
کرنا ہے کہ آفتاب تمام انوار اور شعاعوں کا ایسا خزانہ ہے و رفتہ رہا ہے کہ اگر بالفرض  
ہزار پاند بھی ہوں تو ان کا نور بھی اسی سے مستفاد ہو گا۔

اس بالفرض ہزار پاند، اے کہنے سے آفتاب کی فضیلت دو بال ہو جائیگی  
کہ آفتاب فقط اسی موجودہ قمر سے افضل نہیں بلکہ اگر جس قمر کے اور بھی ہزاروں  
افراد قمر بن کر گئے ہائیں تب بھی آفتاب ان سب سے افضل اور بہتر ہو گا اسی طرے  
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام افراد نبوت پر فضیلت اور برتری بتلانا مقصود  
ہے خواہ وہ افراد ذہنی ہوں یا خارجی محقق ہوں یا مقلد ممکن ہوں یا محال اور یہ  
کہ حضور پر نور سلسلہ نبوت کے علی الاطلاق خاتم ہیں زمانہ بھی اور جہنہ بھی  
مولانا نے کہیں یہ نہیں فرمایا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد  
نبی کا آنا سترہا جائز ہے بلکہ ہی فرماتے ہیں کہ جو شخص اس امر کو جائز سمجھے کہ حضور  
کے بعد نبی کا آنا سترہا ممکن ہو تو وہ کافر ہے اور قطعاً دائرۃ اسلام سے  
خارج ہے۔

چنانچہ مولانا محمد قاسم مناظرہ عیسویہ کے عمر ۳۹ پر لکھتے کہ غایتیت زمانہ  
انہادین و ایمان سے تاحق کی تہمت کا البتہ کوئی علاج نہیں۔  
پھر اسی کتاب کے مسند ۱ پر لکھتے ہیں، متنازع با غیر میں سے کلام ہے  
انہادین و ایمان ہے کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی ہونے کا  
احتمال نہیں جو اس قائل کہے اس کو کافر سمجھنا ہوں اتہی۔  
ناظرین باتمکین مولانا محمد قاسم کے ان عبارات اور تصریحات کے بعد  
خود انصاف کریں کہ کیا مولانا محمد قاسم غایتیت زمانہ کے منکر میں عاشا و کلا وہ

تو خاقیت زمانہ کے منکر کو کافر سمجھتے ہیں اس خاقیت زمانہ کے علاوہ فرقہ  
 کے لئے ایک اور خاقیت بقی خاقیت رتبیہ ثابت کرتے ہیں تاکہ حضور کی خاقیت  
 و سیادت شریعہ و منہج اور نمایاں ہو جائے و آخر یہ عنوان ان محمد لشہر سید، اہل بیت  
 و مہمہ مدہ کے شیر نقبہ سیدنا و علیہ السلام کا ہے، آمین و بیضا معجم پر ترجمہ



نبوت کے ہر اسم کے کچھ کمالات پائے جائیں تو اس سے اس شخص کا منصب نبوت پر قائم ہونا لازم نہیں آتا بلکہ اگر کوئی شخص اپنے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ مرتد اور اسلام کا باغی سمجھا جائے گا۔ شیخ محمد بن عبد بن عربی کی صاف صاف تصریحات موجود ہیں کہ نبوت ختم ہو گئی۔ اب قیامت تک کسی کو منصب نبوت نہیں مل سکتا اور نہ کسی پر نبی اور رسول کا اطلاق جائز ہے البتہ نبوت کے کچھ کمالات اور اجزاء باقی ہیں۔ مگر کمالات نبوت اور اجزاء رسالت سے متصف ہونا انصاف یا نبوت کو مستلزم نہیں۔ تفصیل اگر درکار ہو تو مسک التہام فی شتم النبوة ص ۱۰۰ اور اس ناچیز کا رسالہ مکتبہ صدیقیہ ملتان سے شائع ہوا ہے، اس کی طرف مراجعت کرنا جو حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی قدس اللہ سرہ الشہاب ص ۱۰۰ میں فرماتے ہیں کہ شیخ اکبر نے اپنی خاص اصطلاحات میں ولایت اور محدثیت کو نبوت غیر شرعی کے لفظ سے تعبیر کر دیا۔ مگر اس گروہ کو نبی نہیں کہا جاسکتا ہے چنانچہ شیخ محمد بن عبد بن عربی فرماتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکویناً  
 ثواباً ہی، اجزائے نبوت میں سے ایک جزو  
 ہے تو لوگوں کے واسطے نبوت میں سے یہ  
 جزو (ردی) وغیرہ باقی رہ گیا ہے لیکن  
 اس کے باوجود نبوت کا لفظ اور نبی کا نام  
 بجز مشرک و مروئی لا ینول کے اور کسی  
 پر نہیں بروہ جاسکتا تو نبوت میں ایک  
 خاص وصف معین کی موجودگی کی وجہ  
 سے اس نام کی درجہ بندش  
 کر دی گئی۔

فخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نزوی  
 جزؤ من اجزاء النبوة  
 فقد بقى للناس فى النبوة  
 هذا وغيره و مع هذا  
 لا يخلق اسم النبوة  
 ولا المسمى الا مسمى مشرک  
 خاصة فنجوز هذا الاسم  
 لخصوص وصف معين  
 فى النبوة .



کمن یوحی الیہ فی البشورات  
وہی جزء من اجزاء النبوة  
وان لم یکن صاحب نبوة  
نبیا فنفع لعموم رحمة  
اللہ فما تطلق النبوة  
الا لمن اتصف بامجموع  
فذا لیس فی ذلک دلیل  
القی حاکم علیہ ونفقت  
فان من جملة ما یشرع  
بالوحی الیسک فی التشریع  
وذا لیس یریکون الی  
مخاصة

جیسے کسی کی طرف بشرات کی وحی آئی اور وہ  
بشرات جزئیہ نبوت میں سے ہیں بشرت صاحب  
بشرہ نبی نہیں ہو جاتا پس رحمت اہلبیت  
کے عموم کو سمجھو تو نبوت کا اطلاق اسی پر  
ہو سکتا ہے جو تمام اجزاء نبوت سے  
متصف ہو وہی نبی ہو۔ وروہی نبوت ہے  
جو متعلق ہو نبی اور ہم سے روک دیتی گئی  
کیونکہ نبوت کے اجزاء میں تشریع بھی  
ہے تو وحی ملی سے ہوتی ہے

اور یہ بات

صرف نبی

کے ساتھ مخصوص ہے

شیخ اکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

نبوة اللہ جانشین کے بعد آئی اولیاء بیت عجز  
تقریباً کچھ باقی نہیں رہا اور وہ دونوں ہی کے  
سبب ورواۃ سے بند ہو چکے اب تو کوئی محمد  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رہی  
کا مدعی ہو رہے ہیں (مذاہب) وہ اپنی  
عرف وحی شریعت آنے کا مدعی ہے  
خواہ شریعت ہماری شریعت کے  
موافق ہو یا مخالف۔

فما بقی ملاوینہ فیوم بعد  
بعد ارتفاع النبوة لا تقریب  
والشدت الجواب لا واما  
نہیہ تو متواہی من جماعت  
بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
فہو مدعی شریعة اوحی لیس  
لیہ سوا وروفت برہا شریعتنا  
او مخالف۔

(فتوحات مکیہ ج ۳)

## صوفیائے کرام کے شطیحات

حضرات صوفیائے کرام کے یہاں ایک خاص باب ہے جس کو شطیحات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور خود فتوحات مکہ میں اس کا ایک باب ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرات صوفیہ پر کچھ باطنی حالات گذرتے ہیں جو ایک سکرا اور سبہ خودی کی حالت ہوتی ہے اس حالت میں ان سے ایسے کلمات نکل جاتے ہیں جو تو اعدا شریعت اور کتاب و سنت کے مقصود پر چسپاں نہیں ہوتے جیسے انا الحق اور سبحانی ما اعظم شأنی اور جب ہوش میں آتے ہیں تو ایسے کلمات سے توبہ اور استغفار کرتے ہیں

خود حضرات صوفیہ کی ان شطیحات کے بارے میں تصریحات موجود ہیں کہ کوئی شخص ہمارے ہاتھوں پر سرگزشت پیرا نہ ہو کہ جو ہم سے ان خاص حالات میں بے اختیار صادر ہوتی ہیں۔ بلکہ جس شخص پر یہ حالات نہ گذرے ہوں اس کو ہماری کتابوں کا مطالعہ بھی جائز نہیں اور یہ بھی تصریح کرتے ہیں کہ ہمارا کشف اور الہام کسی پر حجت نہیں ہمارا کشف صرف ہمارے لئے ہے۔ اور اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ تجھ پر یہ حکم نازل ہے وہی نازل ہوا ہے خواہ وہ حکم شریعت کے موافق ہو یا مخالفت اگر وہ مدعی عاقل بالغ ہے تو قابل گردن زدنی ہے اور اگر عاقل بالغ نہیں تو اس سے اعراض کریں گے۔ حدیث میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو فاروق اعظم جیسے شخص کا بیخودی میں یہ حال ہوا کہ تموار لے کر بیٹھ گئے اور یہ کہنے لگے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ محمد رسول اللہ کا انتقال ہو گیا اس کی گردن اڑا دوں گا۔ صدیق اکبر آئے اور ان کلمات کو سنتے ہوئے گذر گئے۔ اور منیر نبوی پر ہا کر خطبہ دیا۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم على اعقابکم انکم میت وانہر میتون صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ الہ بکر صدیق کے خطبہ سے



ہماری آنکھیں کھل گئیں۔ اور فاروق اعظم کو بھی اس حالت سے آفاقہ ہو گیا  
اب قابل غور امر یہ ہے کہ فاروق اعظم کی زبان سے جو کلمات نکلے وہ غلبہ  
حال میں نکلے حقیقت کے بالکل خلاف تھے۔ مگر چونکہ وہ ایک سکڑا اور بخودی  
کی حالت تھی اس لئے صحابہ نے حضرت عمر کو معذور سمجھ کر سکوت کیا اور  
کسی قسم کی ملامت نہیں کی اور اتباع صدیق اکبر لا کیا کیونکہ وہ مغلوب الحال  
نہ تھے

شیخ محمد بن ابی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ خدیق اکبر خلیفہ  
بلا فصل بنوئے نبی کا خلیفہ وہی ہو سکتا ہے جو حال پر غالب ہو اور جس پر حال  
غالب آجائے وہ خلیفہ بلا فصل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے انبیاء کرام کبھی مغلوب  
الحال نہیں ہوتے انبیاء کرام ہمیشہ حال پر غالب رہے ہیں اس لئے حضرات  
صوفیہ کے اس قسم کے شطیجیات شرعاً حجت نہیں اور نہ ان کا اتباع جائز ہے  
البتہ وہ حضرات معذور ہیں اور ان پر ملامت جائز نہیں جیسے حضرات صحابہ  
نے نہ تو فاروق اعظم کا اس قول میں اتباع کیا۔ اور نہ ان پر کوئی ملامت کی  
مسلمانوں کو چاہیے کہ حضرات صوفیہ کے ان اقوال کا برگز اتباع نہ کریں  
جو ان سے خاص حالات میں ہے اختیار نکل گئے۔ بلکہ ان کے اقوال کا اتباع  
کریں جو انہوں نے سلسلہ عقائد میں بیان میں کیے ہیں۔ و آخر دعوانا ان الحمد  
للہ رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد خاتم الانبیاء و المرسلین  
و علی آلہ و اصحابہ اجمعین و علینا معہم یا ارحم الراحمین۔  
حکم شد



## امجد رضا خان صاحب سیلوی کی علمی دیانت کا ایک نمونہ

اور قاسمیہ قاسم نانوتوی کی طرف منسوب جس کی تحذیر اس سے ہو اس نے اپنے اس رسالہ میں کہا ہے بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہوتا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو ہمیں غایت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ علوم کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا ایسی معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہے مگر اہل فہم پر روشن کر تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ قطعیت نہیں ہو۔ (حسام الحرمین مطبوعہ ۱۳۹۵ھ)

والقاسمیۃ المنسوبۃ الی قاسم النانوتوی صاحب تحذیر الناس وهو القائل فیہ ولو فرض فی زمانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بل لو حدث بعدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی جدید لم یخل ذلک بمقامیۃ و انما یتخیل العوام انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین مع انہ لا فضل فیہ اصلاً عند اهل الفہم الی آخر۔ (حسام الحرمین مطبوعہ ۱۳۹۵ھ)

اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ عبارت تذریات میں مسلسل نہیں ہے بلکہ اس ایڈیشن کے مندرجہ ذیل متن میں متفرق جگہ درج ہے قارئین غور و ملاحظہ فرمائیں۔

- ۱۔ بلکہ اگر بالفرض آپ کیلئے میں بھی کہیں اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہوتا بدستور باقی رہتا ہے۔
- ۲۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی مسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی غایت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔
- ۳۔ علوم کے خیال میں تو رسول اللہ مسلم کا خاتم ہونا ایسی معنی ہے کہ آپ کا بعد انبیاء سابقین کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہو مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ قطعیت نہیں۔

### نوٹ

اور پھر طرہ یہ کہ ان جملوں کے معنی بھی فاضل بریلوی نے خود سامعہ پہناتے ہیں۔ ان جملوں کا صحیح مفہوم معلوم کرنے کیلئے مولانا ادریس کا مستعملہ ضرور ملاحظہ فرمائیں جو صفحہ ۵۳ سے آخر کتاب تک درج ہے۔



# عورتوں اور بچوں کے لئے بہترین اسلامی کتابیں

اسوۂ رسول اکرمؐ	سیرت کی مستند کتب، زندگی کے ہر پہلو کے متعلق پانچ جلدیں، ڈاکٹر محمد رفیق
اسوۂ صحابیات اور سیرۃ الصحابیات	سوال و جواب کے ذریعہ، سوۂ اربعہ جلدیں، امجدی
نارینغر اسلام مکمل	سوال و جواب کی صورت میں متعلق سیرت، سوۂ اربعہ جلدیں
تعلیم الاسلام	سوال و جواب کی صورت میں، ممتاز اور اسلامی نظام، متعلق عمر کی سیرت، شہ
تعلیم الاسلام	بازاری، سوال و جواب کی صورت میں، ممتاز اور اسلامی نظام، بچوں کی سیرت، . .
رسول عظیمؐ	اسوۂ اربعہ جلدیں، سیرت، سوال و جواب، شہ
رحمت عالمؐ	آسان زبان میں مستند سیرت، سوۂ اربعہ جلدیں، ندوی
بیماریوں کا گھریلو علاج	برقع کی بیماریوں کے گھریلو علاج، بیسٹ ام و فضل
اسلام کا نظارہ عفت و عصمت	اپنے مروجہ دارمختار کتاب، سوۂ اربعہ جلدیں
آداب زندگی	پارہ جود کی کتابوں کا مجموعہ، مشرق و مغرب، سوۂ اربعہ جلدیں
پیشگی زیور	(موسل، پیر، جین) اسلام اور گھریلو امور کی پانچ مشہور کتاب، . .
پیشگی زیور	راکھی، زعفران، اسلام اور گھریلو امور کی پانچ مشہور کتاب، . .
تحفۃ العروس	مستند کتاب کے ساتھ ساتھ، پانچ کتاب، گھریلو امور
آسان نماز	نیز مکمل، بطلان کے اور پانچ مشہور کتابیں، سوۂ اربعہ جلدیں
شرعی پردہ	سوۂ اربعہ جلدیں، حساب پر مشتمل کتاب، . .
مسلم خوانین کیلئے بیس بیس	مردوں کے لئے تعلیم اسلام، . .
مسلمان بیوی	مرد کے حقوق، سیرت، سوۂ اربعہ جلدیں
مسلمان خاوند	سیرت کے متعلق، سوۂ اربعہ جلدیں
میاں بیوی کے حقوق	مردوں کے حقوق، سوۂ اربعہ جلدیں
نیک بیبیاں	پانچ مشہور صحابیات کی کتاب، سوۂ اربعہ جلدیں
خوانین کیلئے شرعی احکام	مردوں کے حقوق، سوۂ اربعہ جلدیں
تنبیہ الغافلین	پانچ مشہور صحابیات کی کتاب، سوۂ اربعہ جلدیں
آحضرت کے ۱۰۰ معجزات	آحضرت کے ۱۰۰ معجزات، سوۂ اربعہ جلدیں
قصص الانبیاء	نیز اسلام کے سیرت، سوۂ اربعہ جلدیں
حکایات صحابہ	سوال و جواب کی کتاب، سوۂ اربعہ جلدیں
گناہ بے لذت	پانچ مشہور صحابیات کی کتاب، سوۂ اربعہ جلدیں
رازات ملت نیک	پانچ مشہور صحابیات کی کتاب، سوۂ اربعہ جلدیں

رازات ملت نیک، آحضرت کے ۱۰۰ معجزات، سوۂ اربعہ جلدیں

Email: info@cybernetika.com, info@cybernetika.com

نور انوار

